ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

12

www.tanzeem.org

2 تا 8 رجب المرجب 1439ھ/20 تا 26 مارچ 2018ء

اس شمارے میں

کیوں کہتے ہو وہ بات جو کرتے نہیں!

اللہ کی مدد کیسے آئے گی؟

مطالعۂ کلام اقبال (62)

تنظیم اسلامی کی استحکام پاکستان مہم کا مقصد

مجرمانہ خامشی

اہل مغرب کا اخلاق وعدل یا سحر وافسانہ؟

قائداعظم ثانی؟

حقیقی آزادی

اسلام انسانوں کو انسانوں کی غلامی سے نکال کر خدائے واحد وقدوس کی بندگی میں لے آتا ہے۔ انسان اپنے پورے مفہوم کے ساتھ کبھی روئے زمین پر نہیں پایا گیا مگر اُسی وقت جب اس نے اپنی گردن اور اپنی پوری زندگی سے انسانوں کی غلامی کا جوا اتار پھینکا اور اس کا ضمیر اور اعتقاد انسانی تسلط و استیلاء سے آزاد ہو گئے۔

اسلام ہی وہ دین ہے جو تشریع اور حاکمیت کے تمام اختیارات کو صرف خدا کے لئے مانتا ہے اور اللہ کے بندوں کو انسانوں کی غلامی سے نکال کر خدا کی غلامی میں لے آتا ہے۔ انسانوں نے روئے زمین پر قانون سازی اور حاکمیت کے لئے جتنی ایسی تنظیمیں قائم کی ہیں جن میں زمام اختیار انسانوں کے سپرد کردی، درحقیقت انسانوں کی غلامی کی ذلت اپنے اوپر ڈال دی۔ جبکہ اسلام اور صرف اسلام انسانوں کو ذلت کی ان اتھاہ گہرائیوں سے نکال کر خدا کی غلامی کے باوقار اور پُرعظمت تخت پر بٹھا دیتا ہے۔

یہ انسان کی حقیقی آزادی کا اعلان ہے اور یہی انسان کے ظہور کا اعلان ہے۔ اس سے پیشتر انسانی وجود اپنی انسانیت کے کمال کے ساتھ کہیں بھی موجود نہ تھا۔ ربعی بن عامر رضی اللہ عنہ جو لشکر اسلام کے قائد تھے، جب سپہ سالار فارس رستم کے پاس قاصد بن کر گئے تو اس نے پوچھا: ''تمہیں یہاں تک کیا شے لے آئی ہے؟'' آپؓ نے فرمایا: ''ہمیں اللہ نے بھیجا، اور اس مقصد کے لئے بھیجا کہ ہم بنی نوع انسان کو انسانوں کی غلامی سے نکال کر خدائے واحد کی بندگی میں لے آئیں، اور انہیں دنیا کی تنگیوں سے دنیا وعقبیٰ کی وسعتوں کی طرف اور ادیانِ باطلہ کے ظلم و جور سے اسلام کے عدل وانصاف کی طرف نکال لے جائیں۔''

سید قطب شہیدؒ

فرعون کی مقابلہ کی تیاریاں

سُورۃُ طٰہٰ — بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ — آیات: 60 تا 62

فَتَوَلّٰی فِرۡعَوۡنُ فَجَمَعَ کَیۡدَہٗ ثُمَّ اَتٰی ﴿۶۰﴾ قَالَ لَہُمۡ مُّوۡسٰی وَیۡلَکُمۡ لَا تَفۡتَرُوۡا عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا
فَیُسۡحِتَکُمۡ بِعَذَابٍ ۚ وَقَدۡ خَابَ مَنِ افۡتَرٰی ﴿۶۱﴾ فَتَنَازَعُوۡۤا اَمۡرَہُمۡ بَیۡنَہُمۡ وَاَسَرُّوا النَّجۡوٰی ﴿۶۲﴾

آیت ۶۰ ﴿فَتَوَلّٰی فِرۡعَوۡنُ﴾ ”تو اب فرعون نے رخ پھیرا“

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مقابلہ طے ہوگیا تو فرعون نے اپنی پوری توجہ اس کے لیے تیاری کرنے پر مرکوز کردی۔

﴿فَجَمَعَ کَیۡدَہٗ ثُمَّ اَتٰی ﴿۶۰﴾﴾ ”چنانچہ اُس نے اپنے سارے ہتھکنڈے جمع کر لیے‘ پھر وہ (مقابلے میں) آ گیا۔“

اس نے اپنی پوری مملکت سے ماہر جادوگروں کو اکٹھا کیا اور یوں پوری تیاری کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے کے لیے میدان میں اُترا تاکہ ثابت کر سکے کہ آپؑ کا دعویٰ باطل ہے۔

آیت ۶۱ ﴿قَالَ لَہُمۡ مُّوۡسٰی وَیۡلَکُمۡ لَا تَفۡتَرُوۡا عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا فَیُسۡحِتَکُمۡ بِعَذَابٍ ۚ﴾ ”موسیٰؑ نے انہیں (خبردار کرتے ہوئے) کہا: تمہاری بدبختی! اللہ پر جھوٹ مت گھڑو‘ کہ وہ تمہیں غارت کر دے کسی عذاب کے ذریعے سے۔“

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آخری حجت کے طور پر انہیں خبردار کیا کہ دیکھو تم لوگ اللہ پر افترا بازی نہ کرو‘ میں جو کچھ پیش کر رہا ہوں یہ جادو نہیں ہے‘ یہ اللہ کا عطا کردہ معجزہ ہے۔

﴿وَقَدۡ خَابَ مَنِ افۡتَرٰی ﴿۶۱﴾﴾ ”اور یقیناً وہ ناکام ہوا جس کسی نے بھی (اللہ پر) افترا کیا۔“

آیت ۶۲ ﴿فَتَنَازَعُوۡۤا اَمۡرَہُمۡ بَیۡنَہُمۡ وَاَسَرُّوا النَّجۡوٰی ﴿۶۲﴾﴾ ”تو وہ باہم جھگڑ پڑے اپنے اس معاملے میں اور پھر لگے چپکے چپکے مشورہ کرنے۔“

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے براہِ راست جادوگروں سے خطاب کیا تو وہ مرعوب ہو گئے۔ نبوت کا رعب بھی تھا اور آپؑ کی شخصیت کی خداداد وجاہت بھی‘ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد قبل ازیں آیت ۳۹ میں وارد ہو چکا ہے: ﴿وَاَلۡقَیۡتُ عَلَیۡکَ مَحَبَّۃً مِّنِّیۡ ۚ﴾ کہ میں نے اپنی طرف سے تم پر اپنی خاص محبت ڈال دی تھی۔ چنانچہ جادوگر یہ سب کچھ برداشت نہ کر سکے۔ آپؑ کی تقریر سنتے ہی مقابلے کا معاملہ ان میں متنازعہ ہو گیا۔ چنانچہ وہ ایک دوسرے کو قائل کرنے کے لیے باہم سرگوشیوں میں مصروف ہو گئے۔ اس آیت کا ایک مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تقریر سے فرعون کے درباریوں میں باہم اختلاف پیدا ہو گیا اور وہ آپس میں چپکے چپکے سرگوشیاں کرنے لگے کہ یہ مقابلہ نہ کرایا جائے۔ لیکن بالآخر وہ اتفاقِ رائے سے اس نتیجے پر پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔

فرمانِ نبوی

رزق میں برکت

عَنِ ابۡنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَنۡ لَزِمَ الۡاِسۡتِغۡفَارَ جَعَلَ اللّٰہُ لَہٗ مِنۡ کُلِّ ضِیۡقٍ مَّخۡرَجًا وَّمِنۡ کُلِّ ھَمٍّ فَرَجًا وَّ رَزَقَہٗ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ)) (رواہ ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص ہمیشہ استغفار (اللہ سے گناہوں کی بخشش کے لیے دعا) کرتا رہے، اللہ ہر قسم کی تنگی سے نکلنے کی راہ اس پر کھول دے گا اور ہر غم وفکر سے اسے نجات بخشے گا اور اسے ایسی جگہ سے رزق عنایت فرمائے گا جس کا اسے وہم وگمان بھی نہ ہوگا۔“

تشریح: پورے شعور اور عاجزی کے ساتھ ہر دم اللہ تعالیٰ سے بخشش چاہیں۔ اس سے ہر قسم کی تنگی اور مصیبت سے نکلنے کی راہ پیدا ہوگی۔

حضرت حسن بصریؒ کی خدمت میں یکے بعد دیگرے چار آدمی حاضر ہوئے۔ ایک نے قحط سالی کی شکایت کی۔ دوسرے نے اپنی تنگدستی اور محتاجی کا شکوہ کیا۔ تیسرے نے کہا، حضرت! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ مجھے بیٹا عطا فرمائے۔ چوتھے نے عرض کیا، میرا باغ سوکھ گیا ہے۔ آپؒ نے ہر ایک سے کہا کہ ”اللہ سے استغفار کرو۔“

ادارِیہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیوں کہتے ہو وہ بات جو کرتے نہیں!

ہمارے سیاسی رہنما جنہیں سیاسی پہلوان کہنا زیادہ مناسب ہوگا، اکثر ایسے بیانات داغ دیتے ہیں جس پر جلسوں میں آئے ہوئے یا اکٹھے کیے گئے عوام خوب سر دھنتے ہیں اور نعروں سے آسمان سر پر اٹھا لیتے ہیں۔ لیکن واقف حال لوگ سر پکڑ کر بیٹھ جاتے ہیں۔ یہ بات درست ہوگی کہ عوام کا حافظہ کمزور ہوتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ ماضی میں الجھ کر کسی عذاب میں مبتلا ہونا قطعی طور پر مناسب نہیں سمجھتے۔ ہماری اکثریت کے نزدیک جو کچھ ہے بس حال ہے۔ مستقبل کی فکر کرنا بھی وہ غیر ضروری سمجھتے ہیں۔ حال سے تمنا یقیناً انسانی ضرورت ہے بلکہ یہ تسلیم کر لینے میں بھی کوئی حرج نہیں کہ انسانی فطرت کا ایک تقاضا ہے۔

لیکن ہمارا فرض منصبی ہے کہ ہم اپنے عوام کو ماضی کی روشنی میں حال کو سمجھنے کی اور مستقبل کے فیصلے کرنے کے لیے اصل حقائق سے آگاہ کریں۔ اس وقت پاکستان کی سیاست پر تین افراد چھائے ہوئے ہیں۔ (1) میاں نواز شریف سابق وزیراعظم (2) عمران خان سابقہ کرکٹر اور حالیہ سیاست دان (3) آصف علی زرداری جن کی اصل qualification بے نظیر کا خاوند ہونا اور ذوالفقار علی بھٹو کا داماد ہونا ہے۔ میاں نواز شریف جو عدالت عظمیٰ کی طرف سے نااہل قرار دیئے گئے ہیں۔ اُن کا تازہ ترین نعرہ جسے وہ بیانیہ کا نام دیتے ہیں، وہ ہے ''ووٹ کو عزت دو''۔ عمران خان ایک عرصہ سے تبدیلی کا نعرہ لگا رہے ہیں اور آصف علی زرداری خود کو سب پر بھاری ہونا دوسروں سے منوانے کی تگ ودو میں ہیں۔ اور سینٹ میں اپنی کامیابی کو بطور ثبوت پیش کر رہے ہیں۔ تینوں سیاسی رہنماؤں میں نواز شریف سنیئر ترین ہیں۔ وہ سیاست میں تقریباً چالیس سال پہلے آئے۔ لہٰذا اُن کی سیاسی داستان طویل ترین ہوگی۔ اصغر خان کی جماعت تحریک استقلال میں شامل ہوئے۔ لیکن جلد ہی مارشل لاء حکومت میں شامل ہو گئے۔ اُن کے پنجاب کے فوجی گورنر جنرل جیلانی سے خصوصی تعلقات تھے لہٰذا اُنہیں وزیر خزانہ پنجاب کا عہدہ مل گیا اور اُن کے لیڈر اصغر خان کو اسی فوجی حکومت نے جیل بھیج دیا۔ وقت کی معتوب سیاسی جماعت پاکستان پیپلز پارٹی کو کچلنے کی کوششوں میں نواز شریف نے ضیاء الحق کا بھرپور ساتھ دیا۔ لہٰذا فوجی حکومت نے اُنہیں پنجاب کے وزیراعلیٰ بننے میں زبردست مدد کی۔ ضیاء الحق نے عوام کی منتخب کردہ اسمبلی اور وزیراعظم محمد خان جونیجو کو بیک جنبش قلم برطرف کر دیا تو نواز شریف منتخب وزیراعظم کی پشت پر کھڑا ہونے اور سیاسی نظام کو تقویت دینے کی بجائے وزیراعظم محمد خان جونیجو کی پیٹھ میں چھرا گھونپ کر فوجی طالع آزما ضیاء الحق کے ساتھ کھڑے نظر آئے۔ ضیاء الحق کے دنیا سے اُٹھ جانے پر آئی ایس آئی کے چیف حمید گل نے بے نظیر کو شکست دینے کے لیے آئی جے آئی بنائی تو نواز شریف اس اتحاد کے پہلے صوبائی اور پھر مرکزی صدر بن گئے۔ (یاد رہے مرحوم حمید گل نے یہ اتحاد بنانے اور بے نظیر کے خلاف آئی جے آئی کو کثیر فنڈ دینے کا برملا اعتراف کیا تھا)

بعد ازاں میاں نواز شریف اور بے نظیر کے درمیان اقتدار کی میوزیکل چیئرز کا سلسلہ شروع ہوا۔ کبھی وہ خفیہ ایجنسی کی مدد سے بے نظیر کی حکومت ختم کرتے تھے اور کبھی یہی سلوک بے نظیر نواز شریف کے ساتھ کرتیں۔ یہ سلسلہ جاری رہا کہ مشرف کا مارشل لاء آ گیا۔

مشرف نے نواز شریف کو جیل بھیج دیا، لیکن وہ زیادہ دیر جیل میں نہ رہ سکے اور فوجی طالع آزما اور

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

2 تا 8 رجب المرجب 1439ھ جلد 27
20 تا 26 مارچ 2018ء شمارہ 12

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: (042) 35473375-79
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرون ملک......450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا---------------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

دستور کو پاؤں تلے روندنے والے مشرف کے ساتھ سعودی عرب کی وساطت سے دس سالہ معاہدہ کر کے جدہ چلے گئے۔اور سعودی عرب کے سرور نامی شاہی محل میں جا مقیم ہوئے۔قریبی ساتھی اور ووٹرز منہ دیکھتے رہ گئے۔اس سے پہلی بار میاں صاحب اور خفیہ اداروں کا تعلق خراب ہوتا ہے۔PPP کے ساتھ اب میاں صاحب میثاق جمہوریت کرتے ہیں۔گویا اسٹیبلشمنٹ اور خفیہ اداروں سے تعاون نہ کرنے کی قسمیں اٹھائی جاتی ہیں۔مشرف کے بعد PPP کا ایک بار پھر سیاسی اقتدار کا آغاز ہوتا ہے۔میاں صاحب اس سیاسی جیت کو زبردست خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔یوسف رضا گیلانی کی سیاسی حکومت کو بخوشی تسلیم کر لیتے ہیں،لیکن جب خفیہ ادارے گیلانی کی سیاسی حکومت کے خلاف میموگیٹ کا مقدمہ بناتے ہیں تو میاں صاحب کالا کوٹ پہن کر سیاسی حکومت کے خلاف فریق بن کر عدالت پہنچ جاتے ہیں۔اس پس منظر میں عوام فیصلہ کریں کہ کس نے ووٹ کی عزت کو پاؤں تلے روندا؟ کون چابی سے چلنے والا کھلونا بنا رہا؟ یقیناً سیاست دانوں کی اکثریت نے اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارتے ہوئے اسٹیبلشمنٹ کے ہاتھ مضبوط کیے اور ووٹ کی بے حرمتی کی اور کروائی لیکن گزشتہ چند دہائیوں کی تاریخ بتاتی ہے کہ ’’ووٹ کو عزت دو‘‘ کا نعرہ مارنے والے محترم نواز شریف نے اسٹیبلشمنٹ کو جناتی قوت دی۔آج اپنا بویا کاٹ رہے ہیں کہ اسے ہی مکافات عمل کہتے ہیں۔

عمران خان نے 1996ء میں عملی سیاست میں قدم رکھا۔اُن کی انٹری بڑی خاموش تھی۔وہ بھی جمہوری طرزِ حکومت کے دعوے دار تھے،لیکن فوجی صدر مشرف سے آس لگائی۔فوجی حکمران جس طرح کے غلیظ ریفرنڈم کراتے ہیں،ایسے ہی ایک ریفرنڈم میں مشرف کے معاون بنے۔لیکن جلد مایوس ہو کر الگ ہو گئے۔اُن کی سیاست کا نعرہ انصاف تھا اور وہ مالی شفافیت پر بڑا زور دیتے تھے۔اُن کی ذات کے بارے میں اب بھی یہ رائے ہے کہ وہ بدعنوان نہیں ہیں۔اُنہوں نے اصول پسندی اور صاف ستھری سیاست کا علم اٹھایا لیکن افسوس صد افسوس کہ جلد ہی بدعنوان سیاست دانوں کو اپنا دست و بازو بنا لیا۔وہ ریاست مدینہ کی طرز پر پاکستان کو ایک ریاست بنانا چاہتے ہیں۔لیکن اُن کے جلسوں میں بے پردہ خواتین جھوم رہی ہوتی ہیں۔وہ گزشتہ کئی سالوں سے محض منفی سیاست کر رہے ہیں۔دوسروں پر تنقید اور بلا ثبوت الزام تراشی کرتے ہیں،لیکن مثبت کام یعنی پسے ہوئے بدحال عوام کی خوشحالی کا کوئی پروگرام اب تک پیش نہیں کر سکے۔خیبر پختونخوا میں پولیس کی کارکردگی یقیناً بہتر ہوئی ہے۔محکمہ صحت کے حوالے سے بھی کچھ اچھے کام ہوئے ہیں،لیکن گزشتہ پانچ سال میں بحیثیت مجموعی وہاں کوئی بڑی تبدیلی نظر نہیں آتی۔وہ اگر مستقبل میں پاکستان کے وزیر اعظم منتخب ہوتے ہیں تو یا وہ بدعنوان ساتھیوں کے ہاتھوں بلیک میل ہوں گے اور اُن کے سیاہ کارناموں کے حوالے سے اپنی آنکھیں بند کرنے پر مجبور ہوں گے وگرنہ دنوں نہیں تو مہینوں میں فارغ ہو کر بنی گالہ واپس لوٹ آئیں گے۔وہ بددیانتوں کے جھرمٹ میں ایمانداری لانے کے خواہش مند ہیں۔وہ ببول کے کانٹوں بھرے درخت کو پھل دار بنانا چاہتے ہیں۔ہم اس پر سر پیٹ لینے کے سوا کیا کر سکتے ہیں۔

آج کل میڈیا پر ایک زرداری سب پر بھاری کا نعرہ بڑا مقبول ہے۔حضرت کے بارے میں کچھ کہتے ہوئے ڈر لگتا ہے۔پیپلز پارٹی پنجاب اُن کا بھاری پن برداشت نہیں کر سکی اور پیپلز پارٹی کو دفن کرنے یا بقول میاں نواز شریف اٹھا کر سمندر میں پھینک دینے کا کام PPP کے دشمن تو نہیں کر سکے۔البتہ بھاری زرداری نے PPP کو تمام ملک سے ملیامیٹ کر کے اندرون سندھ تک محدود کر دیا ہے۔2008ء سے 2013ء تک زرداری محض آئینی صدر ہونے کے باوجود پاکستان کے سیاہ و سفید کے مالک رہے۔وہ ملک کا جو کچھ بگاڑ سکتے تھے اُنہوں نے بگاڑا۔اللہ نے چونکہ ابھی پاکستان کو بچانا تھا لہٰذا پاکستان بچ گیا وگرنہ حضرت اُس کے بیچ کھانے کے سارے انتظامات مکمل کر چکے تھے۔جسے اللہ رکھے اُسے کون چکھے۔

ماضی میں PPP کے بارے میں ایک تصور تھا کہ وہ اینٹی اسٹیبلشمنٹ پارٹی ہے اور ہمیشہ رہے گی۔زرداری اس تصور پر بھی بھاری پڑا۔اب PPP کو پرو اسٹیبلشمنٹ ہونے کے طعنے مل رہے ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ سیاست دان ہمیشہ دو حصوں میں تقسیم رہے۔کبھی ایک حصہ اسٹیبلشمنٹ کا کھیل کھیلتا رہا اور کبھی دوسرا۔اب بھی جھگڑا صرف اتنا ہے کہ بقول میاں صاحب اسٹیبلشمنٹ نے عدلیہ کو میرے خلاف Push کر کے میرے خلاف فیصلہ کروایا ہے لہٰذا اُنہوں نے مجھے کیوں نکالا کا ہنگامہ کھڑا کیا ہوا ہے۔لیکن میاں صاحب کا ماضی جاننے والے اور طرز سیاست کو سمجھنے والے شاید اس بات پر قسم کھانے کو تیار ہو جائیں کہ ایک مرتبہ پھر اگر میاں صاحب کو خفیف سا اشارہ بھی مل جائے کہ اسٹیبلشمنٹ اُنہیں دوبارہ وزیر اعظم بنا دے گی تو وہ اپنے اس نعرے ’’ووٹ کو عزت دو‘‘ پر تین حرف بھیج کر وزیر اعظم بننے کو تیار ہو جائیں۔لہٰذا جھگڑا ووٹ کی عزت پر نہیں مجھے کیوں نکالا پر ہے۔دوسری طرف عمران اور زرداری سمجھتے ہیں کہ یہ نواز شریف جو ساری عمر اسٹیبلشمنٹ کے اشاروں پر ناچتے رہے تو غلط ہی نہیں ناجائز بلکہ حرام تھا۔البتہ اگر ہم ملکی مفاد میں ایک نامعلوم شخص کو سینٹ کا چیئر مین بنا لینے میں نادیدہ قوتوں کی مدد لے لیتے ہیں تو اس میں حرج کیا ہے۔اے کاش!ہم قرآن پاک کے اس حکم کو سمجھ سکتے۔’’کیوں کہتے ہو وہ بات جو کرتے نہیں۔‘‘حقیقت یہ ہے کہ ہمارے معاشرہ میں منافقت بڑھتی جا رہی ہے اور سیاسی بزرجمہروں سے عوام میں سرایت کرتی جا رہی ہے۔ہمیں دنیا اور آخرت میں خسارے سے بچنے کے لیے اس لعنت سے نجات حاصل کرنا ہو گی تاکہ پاکستان صحیح معنوں میں پاک لوگوں کی ریاست بن جائے۔

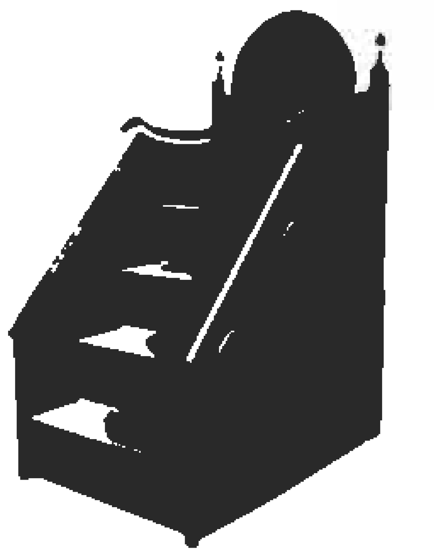

اللہ کی مدد کیسے آئے گی؟

(قرآنی تعلیمات کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 9 مارچ 2018ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

محترم قارئین! اس وقت شام کے علاقے غوطہ میں مسلمانوں پر ظلم و بربریت کے پہاڑ توڑے جا رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ دل خون کے آنسو روتا ہے کہ یہ مسلمانوں کے ساتھ ہو کیا رہا ہے۔ ٹھیک ہے مسلمانوں میں سے بھی بہت بڑی تعداد ایسی ہے جو کہنے کو تو مسلمان ہیں لیکن حقیقت میں اللہ کے باغی ہیں، بہر حال وہاں بچوں کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے وہ اندوہناک حقیقت ہمارے ایمان کی بنیادوں کو ہلا دیتی ہے۔ ان بچوں کا قصور کیا تھا۔ ظلم یہ ہے کہ وہ بھی مسلمان ہیں جو مارنے والے ہیں۔ چنانچہ بہت سے سوالات ناپختہ ذہنوں میں آتے ہیں کہ کوئی اوپر اللہ تعالیٰ ہے بھی کہ نہیں ہے، کوئی دیکھنا والا ہے کہ نہیں ہے، کوئی پکڑنے والا ہے کہ نہیں ہے، اگر ہم واقعی اللہ کے آخری رسول ﷺ کی امت ہیں، قیامت تک کے لیے جس امت کو اللہ نے own کیا اگر ہم وہ امت ہیں تو ہمارے ساتھ یہ ہو کیوں رہا ہے؟ اسی قسم کے سوالات علامہ اقبال نے بھی شکوہ میں کیے تھے

رحمتیں ہیں تیری اغیار کے کاشانوں پر
اور برق گرتی ہے تو بیچارے مسلمانوں پر

جو اسلام اور محمد رسول اللہ ﷺ کے دشمن ہیں، جو اللہ کے باغی ہیں وہ تو اس دنیا میں پھل پھول رہے ہیں۔ جو آپ ﷺ کی توہین کر رہے ہیں اس کے باوجود کے آپ ﷺ محبوب رب العالمین ہیں، جو آپ ﷺ کا مذاق اڑاتے ہیں۔ یہ زمین ان کے لیے پھٹ کیوں نہیں جاتی؟ بجائے اس کے عزت، دولت، قوت، ٹیکنالوجی سب انہی کے پاس ہے۔ دنیا میں تو انہی کی اجارہ داری ہے۔ لیکن تباہی، نقصان سارا مسلمانوں کا ہو رہا ہے۔ ان سوالات کا کیا جواب ہے؟ دنیا میں مسلمانوں کی عزت اور ذلت کے اسباب کیا ہیں؟ مسلمان امتوں کے عروج و زوال کے اسباب کیا ہوتے ہیں؟ اس حوالے سے ہمیں کیا راہنمائی دی گئی ہے۔ اس حوالے سے اللہ تعالیٰ کا کیا قاعدہ ہے، قرآن مجید نے بالکل صاف اور واضح ہدایت ہمیں دی ہے۔ اگر وہ ہمارے سامنے ہو تو کوئی اشکال، کوئی شبہ رہتا ہی نہیں۔ لیکن اگر وہ ہدایت ہمارے پاس نہیں ہے تو پھر سو اشکالات اور سو سوالات قلب و ذہن میں پیدا ہو سکتے ہیں۔

مرتب: ابو ابراهیم

اس وقت روئے ارضی پر مسلمانوں کی تعداد پونے دو ارب بتائی جاتی ہے۔ دیکھنے کو وسائل بھی کم نہیں ہیں۔ عربوں کے پاس تیل کی کتنی بڑی دولت آئی، یہ الگ بات ہے کہ ان کی نااہلی کی وجہ سے اس تیل کی دولت سے بھی ہمارے دشمن فائدہ اٹھا رہے ہیں، انہی کے بنکوں میں ساری رقم جمع ہے۔ گویا اُمت کے پاس وسائل بھی ہیں، دولت بھی ہے سب کچھ ہے لیکن عملاً دنیا کی گلوبل سیاست وقوت وطاقت کے اعتبار سے ہم نہ تین میں ہیں اور نہ تیرہ میں ہیں۔ 57 اسلامی ممالک ہیں لیکن دنیا میں ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ صرف پاکستان کے پاس ایٹم بم ہے اس کی بنیاد پر ہم کسی وقت امریکہ کے سامنے تھوڑے سے اکڑ جاتے ہیں لیکن پھر بھی ہم سربسجود ہی ہوتے ہیں۔ وہ ایٹم بم بھی ہمارے کسی کام نہیں آ سکتا۔ اس وقت مسلمانوں کا حال بالکل ایسا ہی ہے جیسے نبی اکرم ﷺ کی اس حدیث مبارکہ میں بیان ہوا کہ: ”ایک وقت آئے گا جب اقوام عالم تم پر ٹوٹ پڑنے کے لیے ایک دوسرے کو دعوت دیں گی۔ صحابہ بڑے پریشان ہوئے تھے کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا ایسا وقت بھی آئے گا کہ مسلمان اتنے بے بس اور لاچار ہو جائیں گے، کیا تعداد میں کم ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں تعداد تو تمہاری بہت زیادہ ہوگی لیکن تمہاری حیثیت سیلاب کے جھاگ کی طرح ہو جائے گی۔ صحابہ نے پھر اس کا سبب پوچھا کہ ایسا کیوں ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے اندر ایک بیماری پیدا ہو جائے گی۔ دنیا کی محبت اور موت سے نفرت۔“

آج مجموعی طور پر اُمت مسلمہ کی یہی حالت ہے۔ مسلمانوں کو احساس ہی نہیں کہ وہ اس زمین پر اللہ کی نمائندہ اُمت ہیں اور نہ ہی اس حوالے سے اپنی دینی ذمہ داریوں کا احساس ہے۔ صرف دنیا ہی منتہائے مقصود بن چکی ہے اور دنیا کی ہی فکر ہے۔ دنیا کمانا اور دنیا میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنا ہی اولین ترجیح ہے، چاہے یہ سب حرام ذرائع سے ہی کیوں نہ ہو۔ چنانچہ یہ دنیا سے محبت اور موت سے نفرت ہی وہ بیماری ہے جو اس وقت اُمت مسلمہ کی کمزوری کی اصل وجہ ہے۔ اس وجہ سے مسلمانوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے جا رہے ہیں، کبھی برما کے مسلمانوں پر قیامت ٹوٹ رہی ہوتی ہے اور کبھی شام میں لہو کی ندیاں بہتی ہیں، کبھی کشمیر سے اندوہناک خبریں آتی ہیں اور اب ایک طویل عرصہ سے مشرق وسطیٰ بارود کا ڈھیر بنا ہوا ہے۔ یہ سب دیکھ، سن کر ہم تڑپتے ہیں لیکن کچھ کر نہیں سکتے۔ کیونکہ اس سارے ظلم کے پیچھے بڑی طاقتوں کی

پشت پناہی ہے۔روس بشار الاسد کے پیچھے ہے، امریکہ اسرائیل کے پیچھے ہے۔اسرائیل جس طریقے سے بھی مسلمانوں پر ظلم ڈھائے اور نا انصافی کرے اسے کھلی چھوٹ ہے۔اس وقت غوطہ کے مسلمانوں پر فضاء سے بمباری کی گئی اور اس میں کسی مرد وزن یا بچے کا کوئی لحاظ نہیں کیا گیا۔گویا اس وقت دنیا میں سب سے زیادہ بے سہارا اور مظلوم مسلمان ہی ہیں ایسا کیوں ہے کہ ؎

ہوگیا مانند آب ارزاں مسلماں کا لہو
مضطرب ہے تو کہ تیرا دل نہیں دانائے راز

مسلمانوں کا خون پانی کی طرح بہہ رہا ہے۔ ہزاروں لاکھوں مسلمانوں کو قتل کرنا اب دشمنوں کے لیے کوئی مسئلہ نہیں رہا۔امریکہ جو دنیا کے سامنے سپریم پاور آن ارتھ بنا ہوا ہے وہ سمجھتا ہے کہ دنیا کی جو اعلیٰ ترین تہذیب ہوسکتی ہے اس کا وہ امام ہوں۔اس نے جھوٹا بہانہ گھڑ کر اپنے اتحادیوں کے ہمراہ عراق پر حملہ کیا اور لاکھوں مسلمانوں کو شہید کر دیا۔ بعد میں ہاتھ صاف کر کے واپس آ گئے کہ وہاں کیمیائی ہتھیار نہیں تھے۔ چنانچہ ہر سوچنے سمجھنے والا مسلمان سوچتا ہے کہ اصولاً تو ہمیں ہی دنیا میں طاقتور اور سربلند ہونا چاہیے تھا کیونکہ دنیا میں اللہ کی نمائندہ امت ہم ہیں۔ہم ہی ہیں جو اللہ کے آخری اور کامل رسول ﷺ کے پیروکار ہیں اور آپ ﷺ کی عزت وناموس پر جان قربان کرنے کے لیے تیار ہیں۔لہٰذا چاہیے تو یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنی غیبی مدد سے ہمارے دشمنوں کو تہس نہس کر دیتا اور ہمیں دنیا میں حکومت کرنے کا موقع دیتا۔دنیا کا تمام اقتدار و اختیار مسلمانوں کے پاس ہونا چاہیے۔آخر ہم شہنشاہ ارض وسماوات کی نمائندہ امت ہیں۔

حضرات محترم! یہ ہے وہ پس منظر کہ قرآن وسنت کی ہدایات کی راہنمائی اگر ہمارے سامنے واضح نہ ہو تو اس طرح کے وسوسے ہمارے ایمان کو ضائع کرنے کا موجب بھی بن سکتے ہیں کہ پتا نہیں اللہ ہے بھی کہ نہیں ہے۔ حقیقت کیا ہے۔ پہلے ہی ہمارا ایمان کمزور ہے اور اس طرح کی باتیں سوچ کر ہمارا ایمان آخری لیول تک جا سکتا ہے۔اسی لیے اقبال نے بھی شکوہ اور جواب شکوہ نظمیں لکھ کر قوم کے شعور کو بیدار کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ تو آج بھی تمہارے ساتھ ہے۔تم نے اللہ کے ساتھ بے وفائی کی ہے۔اس کا نتیجہ بھگت رہے ہو۔آج سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے وفادار بن جاؤ تو دیکھو اللہ کی مدد کیسے آتی ہے۔ یقیناً علامہ کا قوم میں نئی اُمنگ پیدا کرنے میں بڑا کردار تھا جس کے نتیجے میں پھر اس قوم نے تحریک پاکستان چلائی۔

علامہ اقبال نے اشعار کے ذریعے قوم کو بیدار کیا تھا۔ میں قرآن مجید کی راہنمائی آپ کے سامنے رکھوں گا کہ مسلمانوں کے عروج وزوال کے اسباب کون سے ہیں۔سورۃ آل عمران میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١٣٩﴾﴾ ''اور نہ کمزور پڑو اور نہ غم کھاؤ' اور تم ہی سربلند رہو گے اگر تم مؤمن ہوئے۔''

اگر ہم سچے مومن ہوں گے تو دنیا میں برتری، غلبہ، عزت سب کچھ اللہ ہمیں عطا کرے گا۔ ہر اعتبار سے بالاتر ہم ہوں گے۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے۔اللہ تعالیٰ تو علی کل شئی قدیر ہے۔اس کے راستے میں کوئی رکاوٹ ہے ہی نہیں۔ہم تو سوسو پلاننگ کرتے ہیں کہ یوں ہوسکے گا نہیں ہوسکے گا۔لیکن وہاں تو وہ مسئلہ ہی نہیں ہے۔وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔کیونکہ کل قوت، اقتدار اور اختیار کا مالک وہ ہے۔لہٰذا اصولی طور پر دنیا میں مسلمانوں کا غلبہ اور عزت تبھی ممکن ہے جب وہ سچے مومن بن جائیں۔ورنہ اگر ایمان نہیں ہے تو چاہے ڈھیروں ایٹم بم کیوں نہ ہوں، تعلیم و ہنر میں کتنے ہی آگے کیوں نہ ہوں، لیکن دنیا میں کوئی حیثیت نہیں ہوگی۔ چنانچہ مسلمانوں کے لیے کامیابی وغلبہ کا معیار اصلاً ٹیکنالوجی نہیں ہے بلکہ ایمان ہے۔اگرچہ دنیوی لحاظ سے یہ شرط ہماری سمجھ میں نہیں آتی۔

اب آئیے دیکھتے ہیں سچے مومن کون ہیں؟ فتح مکہ کے بعد لوگ جوق در جوق مسلمان ہو رہے تھے تو وہ بھی

پریس ریلیز 16 مارچ 2018ء

سینٹ کے الیکشن کے موقعہ پر ہماری صوبائی اسمبلیاں منڈی مویشیاں کی صورت اختیار کر گئیں

پاکستان جیسا غریب ملک سینٹ جیسا ادارہ بنانے کی عیاشی کا متحمل نہیں ہوسکتا

ہمیں چاہیے کہ اسلام کے عادلانہ نظام کی طرف رجوع کریں تاکہ دنیا اور آخرت میں سرخرو ہوسکیں

حافظ عاکف سعید

سینٹ کے الیکشن کے موقعہ پر ہماری صوبائی اسمبلیاں منڈی مویشیاں کی صورت اختیار کر گئیں۔یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔اُنہوں نے کہا کہ پہلے سینٹ کے انتخابات میں اسمبلی ممبر بکے بعد ازاں چیئر مین اور ڈپٹی چیئر مین کے عہدہ کے لیے سینیٹروں کی بولی لگی جس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ سینٹ میں سب سے زیادہ نشستیں لینے والی مسلم لیگ (ن) چیئر مین اور ڈپٹی چیئر مین کا انتخاب ہار گئی۔اُنہوں نے کہا کہ سینٹ کا ادارہ 1973ء کے دستور کے تحت اس لیے بنایا گیا تھا تاکہ قومی اسمبلی میں زیادہ آبادی والے صوبوں کو جو اکثریت حاصل ہوتی ہے اُسے بیلنس کیا جا سکے۔وگرنہ سینٹ کے نہ کوئی قابل ذکر اختیارات ہیں اور نہ ہی اُس کا کوئی انتظامی رول ہے۔حقیقت یہ ہے کہ پاکستان جیسا غریب ملک سینٹ جیسا ادارہ بنانے کی عیاشی کا متحمل نہیں ہوسکتا۔اُنہوں نے کہا کہ بددیانتی اور ضمیر فروشی ہماری ایلیٹ کلاس سے عوام میں بھی سرایت کر چکی ہے اور لوگ پیسے کے لیے سب کچھ قربان کرنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔درحقیقت ایک غلط نظام اپنے انجام کی طرف بڑھ رہا ہے۔یہ ممکن نہیں کہ باطل نظام کو ہم اپنا اوڑھنا بچھونا بنا کر اچھے نتائج حاصل کرسکیں۔بددیانتی اور بدعنوانی یونہی بڑھتی رہی تو یہ ملک کی بقا اور سلامتی کے لیے شدید خطرہ بن جائے گی۔ابھی وقت ہے کہ ہم یوٹرن لے کر اسلام کے عادلانہ نظام کی طرف رجوع کریں تاکہ دنیا اور آخرت میں سرخرو ہوسکیں۔(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشرواشاعت، تنظیم اسلامی)

اپنے آپ کو مومن سمجھ رہے تھے۔مگر اللہ نے سورۃ الحجرات میں ان کے دعویٰ کو رد کر دیا:

''یہ بدو کہہ رہے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں۔ (اے نبی ﷺ ان سے) کہہ دیجیے: تم ہرگز ایمان نہیں لائے ہو' بلکہ تم یوں کہو کہ ہم مسلمان (اطاعت گزار) ہو گئے ہیں'اور ایمان ابھی تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔'' (آیت:14)

قبائلی زندگی میں قبیلے کا سردار کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتا تھا تو سارا قبیلہ کلمہ پڑھ لیتا تھا مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ ایمان اندر اُتر بھی گیا۔ایمان کیا ہے؟ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے فرمادیا:

''مؤمن تو بس وہی ہیں جو ایمان لائے اللہ اور اُس کے رسولؐ پر' پھر شک میں ہرگز نہیں پڑے اور انہوں نے جہاد کیا اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں۔یہی لوگ ہیں جو (اپنے دعوائے ایمان میں) سچے ہیں۔'' (الحجرات:15)

یعنی مومن وہ ہے جس کو یقین قلبی والا ایمان حاصل ہو۔اب ظاہر ہے کہ جس چیز پر یقین قلبی ہو تو انسان کا رویہ بھی اس کے مطابق ہی ہوتا ہے۔ہمیں پتا ہے کہ اگر زہریلے سانپ نے ڈس لیا تو موت واقع ہو جائے گی۔لہٰذا ہم سانپ کو چھیڑنے کی یا اس کے قریب جانے کی کوشش نہیں کرتے۔اسی طرح اگر اللہ پر ہمارا پختہ یقین ہو کہ وہ خالق و مالک ہے اور یہ قرآن اس نے ہماری ہدایت کے لیے بھیجا ہے تو پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم قرآن سے اتنے دور ہوں کہ ہمیں کوئی پرواہی نہ ہو کہ اللہ اور رسول ﷺ کے احکامات کیا ہیں؟ کیا جائز ہے ،کیا ناجائز ہے؟ کیا حلال ہے کیا حرام ہے؟ اس سب کی فکر کیے بغیر ہم زندگی گزار رہے ہیں۔ٹھیک ہے ہم اپنے آپ کو مسلمان کہہ سکتے ہیں لیکن اللہ کی نگاہ میں مومن نہیں ہیں۔مومن تو وہ ہیں جو ایمان لائیں اللہ پر اور پھر ان کے دل میں کوئی شک وشبہ نہ رہے۔ایک مرتبہ جب آپ ﷺ نے ایک صحابی سے پوچھا کہ:''آج صبح تمہاری کیسی ہوئی تو انہوں نے جواب دیا کہ: اے اللہ کے رسول ﷺ! آج میری جو صبح ہوئی ہے وہ ایک سچے اور حقیقی مومن کی صبح ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی نشانی بتاؤ تو انہوں نے بتایا کہ: میرے ایمان کی یہ کیفیت تھی کہ میں ایسے محسوس کر رہا تھا جیسے میں اپنی آنکھوں سے جنت کو بھی دیکھ رہا ہوں اور جہنم کو بھی''۔

جب ایسا یقین قلبی ہوگا تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ انسان اللہ کے دین کو قائم کرنے کے لیے اپنی جان ومال سے جہاد بھی کرے گا۔جیسے اقبال نے کہا کہ ؎

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

اللہ کے دین کے لیے اپنی جان کو قربان کرنا زندگی کا سب سے افضل مقصد ہو۔اسی لیے فرمایا کہ جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہادت کی تمنا ہی نہ ہو تو اس کی موت ایک درجے کے نفاق پر ہوئی ہے۔ چنانچہ قرآن کی راہنمائی یہ ہے کہ اگر ہم سچے مومن والا کردار ادا کریں تو یہ دنیا بھی ہماری ہوگی اور آخرت بھی۔اس کی مزید تشریح سورۃ الانفال کے شروع میں آئی ہے

''حقیقی مؤمن تو وہی ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل لرز جاتے ہیں اور جب انہیں اُس کی آیات پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو ان کے ایمان میں اضافہ ہو جاتا ہے'اور وہ اپنے رب ہی پر توکل کرتے ہیں۔جو نماز کو قائم رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔یہی لوگ ہیں جو حقیقی مؤمن ہیں۔'' (آیت:2تا4)

اسی طرح آخر میں بندہ مومن کی شخصیت کا دوسرا رخ دکھایا۔

''اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی اور جہاد کیا اللہ کی راہ میں (یعنی مہاجرین) اور وہ لوگ (انصارِ مدینہ) جنہوں نے انہیں پناہ دی اور ان کی نصرت کی' یہی لوگ ہیں سچے مؤمن۔'' (آیت:74)

سورت کے آغاز میں انسان کی باطنی کیفیت کی طرف زیادہ اشارہ تھا کہ اندر دلی یقین والا ایمان ہو اور سورت کے آخری حصے میں اس کا جو عملی نتیجہ ہونا چاہیے کہ دین کی خاطر بڑی سے بڑی قربانی دینے سے بھی گریز نہ کرے۔چاہے ہجرت ہو، جہاد ہو، گردن کٹانا ہو، وہ اس کے لیے تیار ہو۔تب وہ سچا مومن ہوگا۔اسی لیے اقبال نے کہا کہ ؎

یہ شہادت گہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

اگر ہم ایسے مومن بن جائیں تو پھر اللہ کا وعدہ ہے کہ غلبہ واقتدار ہمیں ملے گا۔قرآن میں مومنوں سے یہ ضرور کہا گیا کہ

''اور تیار رکھو اُن کے (مقابلے کے) لیے اپنی استطاعت کی حد تک طاقت اور بندھے ہوئے گھوڑے'' (الانفال:60)

لیکن فیصلہ کن شے ایمان ہے۔اگر ایمان ہمارے اندر ہوگا تو اللہ ضرور ہماری مدد کرے گا اور جب اللہ ہماری مدد کرے گا تو کوئی ہم پر غالب نہیں آسکے گا۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''(اے مسلمانو! دیکھو) اگر اللہ تمہاری مدد کرے گا تو کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا۔اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے (تمہاری مدد سے دست کش ہو جائے) تو کون ہے جو تمہاری مدد کرے گا اس کے بعد؟'' (آل عمران:160)

اللہ بھی ہماری مدد تب کرے گا جب ہم اس کے وفادار ہوں گے۔ظاہر ہے اللہ تعالیٰ کل قوت کا مالک ہے اس کے سامنے دنیا کی کسی قوت کی کوئی حیثیت ہی نہیں ہے۔وہ القادر ہے، القہار ہے۔آج ہم اپنی آنکھیں کھول کر دیکھیں کہ امریکہ افغانستان میں طالبان کو ابھی تک شکست کیوں نہیں دے سکا؟ حالانکہ جو ٹیکنالوجی اور وسائل امریکہ کے پاس ہیں وہ کسی دوسرے ملک کے پاس نہیں ہیں جبکہ افغان طالبان تو بالکل نہتے ہیں اور ان کے لیے ہر طرف سے دروازے بھی بند ہیں، کسی طرف سے کوئی مدد نہیں آرہی۔لیکن اس کے باوجود بھی آج ساری دنیا کے تھنک ٹینکس بیٹھ کر یہی سوچ رہے ہیں کہ کیسے ان کو زیر کیا جائے۔اس سے بڑا معجزہ اور کیا ہو سکتا ہے اور یہی اللہ کی مدد ہے جو مسلمانوں کو اس وقت ملتی ہے جب وہ سچے مومن اور اللہ کے وفادار بن جائیں۔اسی طرح سورۃ محمد میں فرمایا:

''اے اہل ایمان! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا اور وہ تمہارے قدموں کو جما دے گا۔'' (محمد:7)

اللہ کی مدد کرنے سے مراد یہ ہے کہ تم اپنی جان و مال اور وقت اللہ کے دین کے غلبے کے لیے کھپاؤ۔یہ زمین اللہ کی ہے۔اس پر اللہ کا حق ہے کہ صرف اسی کی حکمرانی ہو اور اللہ نے اپنی حکمرانی کے لیے اپنے نمائندے بھیج دیے اور بتا دیا کہ اس دنیا میں یہ نظام ہونا چاہیے۔یہ نظام دین حق کی صورت میں پوری نوع انسانی کے لیے قیامت تک کے لیے محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعے عطا ہو گیا۔یہ اس لیے دیا گیا تھا تاکہ مسلمان کل روئے ارضی پر اس کو قائم وغالب کریں۔لیکن آج خود 57 اسلامی ممالک میں سے کسی ایک میں بھی وہ نظام قائم نہیں ہے تو کہیں اور کیا قائم کریں گے۔ایک اور جگہ فرمایا

''اور اگر تم پیٹھ پھیر لو گے تو وہ تمہیں ہٹا کر کسی اور قوم کو لے

آئے گا' پھر وہ تمہاری طرح نہیں ہوں گے۔'' (محمد:38)

ایسا پہلے بھی ہو چکا ہے۔ جب مسلمانوں کے ہاں دین سے بہت زیادہ دوری ہوگئی تھی تو اللہ تعالیٰ نے تاتاریوں کو عذاب کی شکل میں بھیجا۔ لاکھوں مسلمان قتل ہوئے اور اقتدار تاتاریوں کے ہاتھ میں آ گیا۔ لیکن پھر اللہ تعالیٰ نے انہی کو ہدایت دے دی اور وہ مسلمان ہو گئے۔ اب انہوں نے اسلام کا علم اٹھا لیا۔ چنانچہ دنیا میں مسلمانوں کے عروج وزوال کا یہی اُصول ہے۔ یہی بات اللہ کے رسول ﷺ کے اس حکیمانہ فرمان میں آئی ہے۔

''اللہ تعالیٰ اسی کتاب کے ذریعے سے کچھ قوموں کو بامِ عروج تک پہنچائے گا اور اسی کو ترک کرنے کے باعث کچھ کو ذلیل وخوار کردے گا۔'' (مسلم)

حضور ﷺ کی اصل میراث یہ قرآن ہے اور یہ قیامت تک کے لیے ہے۔ مسلمان اگر اس کتاب ہدایت (حدیث بھی اسی کی تشریح ہے) کو ہی اپنا مرکز ومحور بنائیں تو اللہ کی مدد ضرور آئے گی اور انہیں پھر دنیا میں عزت اور سربلندی حاصل ہو جائے گی۔ لیکن اگر قرآن کے ساتھ بدعہدی کا معاملہ کیا، اس کے حقوق کو ادا نہ کیا اور اللہ کے نظام سے روگردانی کی تو پھر اللہ زوال سے دوچار کردے گا۔ یہ اللہ کی سنت ہے۔

آج بھی ہو جو براہیم کا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

حاصل یہ ہے کہ ہمیں اپنا تعلق قرآن وسنت کے ساتھ مضبوط کرنا چاہیے اور اللہ کے ساتھ وفاداری کے ساتھ اللہ کے دین کو قائم کرنے کی جدوجہد کرنا چاہیے۔ کیونکہ وہ آج کسی ایک جگہ پر بھی غالب اور نافذ نہیں ہے اور پاکستان تو بنا ہی اسلام کے نام پر ہے۔ ہم اس وقت تنظیم اسلامی کے تحت استحکام پاکستان کے حوالے سے ایک تحریک بھی چلا رہے ہیں۔ اس سلسلے میں ایک سیمینار کراچی اور ایک اسلام آباد میں ہو چکا ہے اور لاہور میں 18 مارچ کو ہوگا۔ اس مہم میں ہم اسی بات کو اُجاگر کر رہے ہیں کہ پاکستان کی بقا کا سارا دارومدار حقیقی اسلام کے نفاذ میں ہے۔ اگر پاکستان حقیقی اسلام کا گہوارہ بن گیا تو ان شاء اللہ عالم اسلام پر جو ظلم ہو رہا ہے اس کے ازالے کے لیے اللہ اسی مسلمان قوم کو ذریعہ بنائے گا۔ جب اللہ کی مدد ساتھ ہوگی تو ہم دنیا میں ظالموں کا قلع قمع بھی کر سکیں گے۔ ان شاء اللہ۔

❁❁❁

اہم اعلان

Quran Academy Alumni

قرآن اکیڈمی لاہور سے رجوع الی القرآن کورسز (I&II) کے
فارغ التحصیل طلبہ (صرف حضرات) کا

پہلا غیر رسمی اجتماع (Alumni Get-together)

مورخہ یکم اپریل 2018ء صبح دس بجے قرآن آڈیٹوریم اتاترک بلاک' نیو گارڈن ٹاؤن لاہور میں منعقد ہو رہا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ!

اس تقریب میں اپنے ہم جماعت ساتھیوں دیگر سیشنز اور اساتذہ سے ملاقات اور تبادلہ خیال کا موقع ملے گا۔ نیز سال 2017-2018ء کے سیشن میں شرکت کرنے والے حضرات کو اسناد بھی تقسیم کی جائیں گی۔

تمام متعلقین سے گزارش ہے کہ مورخہ 25-03-2018 تک اپنی متوقع شرکت کی اطلاع بذریعہ ایس ایم ایس' فون کال یا whatsapp کے ذریعے اس فون نمبر 0316-6000009 پر کردیں۔ تاکہ انتظامات میں سہولت رہے۔

المعلن: شعبہ تدریس' مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

شعبہ خط وکتابت کورسز کی تاریخ میں ایک اور سنگِ میل کا اضافہ!!

آن لائن کورس

- کیا آپ جاننا چاہتے ہیں؟ از روئے قرآن ہماری دینی ذمہ داریاں کیا ہیں؟ نیکی اور تقویٰ اور جہاد اور قتال کی حقیقت کیا ہے؟
- کیا آپ دین کے جامع اور ہمہ گیر تصور سے واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟
- کیا آپ قرآن حکیم کی فکری اساس اور بنیادی عملی ہدایات سے روشناس ہونا چاہتے ہیں؟
- کیا آپ نجی مجالس میں اسلام پر ہونے والی تنقید کا مناسب اور مدلل جواب دینے کی اہلیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟

تو

صدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم ومغفور کے مرتب کردہ
''مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب'' پر مبنی
''قرآن حکیم کی فکری وعملی راہنمائی کورس'' سے استفادہ کیجیے
یہ کورس (جو ایک عرصہ سے بذریعہ خط وکتابت کروایا جا رہا ہے) شائقین علومِ قرآنی کی دیرینہ خواہش پر

الحمد للہ!
اب یہ کورس آن لائن (ONLINE) بھی شروع ہو چکا ہے

برائے رابطہ: انچارج شعبہ خط وکتابت کورسز' قرآن اکیڈمی' K-36' ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 3-35869501(42-92) E-mail:distancelearning@tanzeem.org

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

حرفے چند با اُمّتِ عربیہ 2 عالمِ عرب سے چند گزارشات

3 رمز اِلَّا اللّٰہ کرا آموختند؟ | ایں چراغ اوّل کجا افروختند؟

(ذرا تاریخ کے اوراق میں جھانک کر دیکھو) اے عالم عرب! 'اِلا اللہ' کی رمز کس کو سکھائی گئی؟ 1 اور توحید (عملی) کا یہ چراغ اوّلاً عالم عرب کے علاوہ (کوئی جگہ ہے) کہاں روشن کیا گیا؟

4 علم و حکمت ریزہَ از خوان کیست؟ | آیۂ فَاَصۡبَحۡتُم اندر شانِ کیست؟

(قرآن حکیم کے علوم کی وجہ سے) علم وحکمت (اے عالم عرب) کس کے (یعنی تمہارے) دستر خوان کا ٹکڑا ہے؟ اور (دورِ جاہلیت سے) اسلام (کے دامن) میں آجانے کے بعد آیت 'تم آپس میں بھائی بھائی بن گئے' 2 کس کی (تمہاری) شان میں نازل ہوئی؟

5 از دمِ سیرابِ آں اُمی لقبؐ | لالہ رُست از ریگِ صحرائے عرب

اُسی اُمّی لقب ﷺ 3 (کی تشریف آوری سے اس) کے سیراب کرنے والے سانسوں کی بدولت (اے عالم عرب!) صحرائے عرب (چمنستان میں بدل گیا اور اس) میں گل و لالہ کے پھول اُگ آئے

6 حُریّت پروردۂ آغوشِ او ست | یعنی امروزِ اُمم از دوشِ او ست

حریت (آزادی) نے انہیؐ کے آغوش میں تربیت پائی ہے یعنی قوموں کو آج جو مقام حاصل ہے وہ آپ ﷺ کی ذاتِ بابرکات سے ملا ہے

3۔ اسلام اور قرآن مجید کے ذریعے ہی اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید کا پیغام انسانیت تک پہنچایا ہے۔ توحید کا وہ پہلو جو عقیدہ سے متعلق ہے وہ تو ہمیں کچھ کچھ یاد ہے مگر توحید فی العمل کا سبق جو اے عربو! تمہارے ذریعے ہی انسانوں تک پہنچایا گیا، وہ تمہاری نظروں سے کیوں اوجھل ہو چکا ہے؟ دنیا تمہاری سبقت فی الاسلام کی فضیلت کی معترف ہے کہ ہدایت کی روشنی تمہارے ہاں سے ہی دُنیا کو ملی ہے۔

4۔ یہ تمہی تھے جنھوں نے قرآن مجید کے علم وحکمت کو سیکھا اور دنیا تک پہنچایا آج دنیا میں (بالخصوص مغرب میں) جو علم وحکمت اور تحقیق وجستجو کا غلغلہ ہے وہ تمہارے ذریعے قرآنی علوم کے پھیلاؤ کا ہی نتیجہ ہے اور یہ تمہارے 'خوانِ علم' کے ہی ریزے ہیں جس سے دنیا فائدہ اُٹھا رہی ہے مگر افسوس تم اس سے دور ہو۔ اسلام کے قرنِ اوّل میں اسی قرآن مجید کے اعتصام سے تم ایک مضبوط وحدت اور اُمت بنے تھے اور آج بھی عالم اسلام کا مرکز یہ (NUCLEUS) تمہی بن سکتے ہو بشرطیکہ قرآن کے علم وحکمت کو اپناؤ اور اپنا مقام پہچانو۔ قرآن مجید کی یہ آیت تمہاری شان میں ہی نازل ہوئی تھی۔

5۔ یہ اُسی اُمی لقب حضرت محمد ﷺ کی رُوح افزا اور جان فزا تعلیمات اور ان کی صحبتوں کا ہی نتیجہ ہے کہ اُمّیین (بنی اسماعیل) میں سے ناخواندہ لوگ دنیا کو علم وحکمت اور دانش و آگہی دینے والے معلم بن گئے اور اسی ناخواندہ عرب سے ایسی ایسی علمی شخصیات، اعلیٰ سپہ سالار اور حکمران اُٹھے جس کی نظیر آج تک دنیا پیش کرنے سے قاصر ہے۔

6۔ عصرِ حاضر میں حریت (ومساوات واخوت) کا نعرہ جو ابھی ایک خواب ہے اور شرمندۂ تکمیل ہے اس کی ابتدا اسی اُمی لقب پیغمبر ﷺ کی تعلیمات سے ہوئی اور خلافت راشدہ میں عملی نمونہ بھی سامنے آگیا (جبکہ آج مغرب اپنے دورِ عروج میں توحید عملی کے اس تقاضے یعنی حریت ومساوات واخوت کا قابل عمل نمونہ نہیں پیش کرسکا۔ اس لیے کہ اس کی بنیاد توحید پر ہے اور مغرب کے پاس اس نعرہ کی کوئی عقلی اور فلسفیانہ بنیاد ہی نہیں ہے)۔

---

1 رمز اِلا اللہ سے مراد کلمۂ اسلام لا الٰہ اِلا اللہ ہے یعنی توحید۔ یہ توحید عقیدہ کی توحید بھی ہے یعنی توحید فی العقیدہ اور عمل کی بھی یعنی توحید فی العمل۔

2 'فَاَصۡبَحۡتُمۡ' میں اشارہ ہے سورۃ آل عمران (103:03) کی طرف فَاَصۡبَحۡتُمۡ بِنِعۡمَتِهٖۤ اِخۡوَانًا۔ ان الفاظ سے قبل اللہ تعالیٰ کے اس احسان عظیم کے ذریعے کا بھی ذکر ہے وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰهِ جَمِيۡعًا وَّلَا تَفَرَّقُوۡا۔ حبل اللہ (قرآن مجید) کو مضبوطی سے پکڑو اور تقسیم در تقسیم کے عمل سے بچو۔

3 اُمّی۔ سورۃ الاعراف (157:07) یعنی تحصیل علم کے لیے معروف معنی میں کسی کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ نہ کرنے والا، مکہ کا رہنے والا، اہل کتاب کے مقابلے میں بنی اسماعیل (اُمّیین) میں سے۔

یہ نکتہ پہلے سکھایا گیا کس اُمت کو؟
وصالِ مصطفویؐ ، افتراقِ بولہبی!
نہیں وجود حدود و ثغور سے اس کا
محمد عربی ﷺ سے ہے عالمِ عربی!

یہود ونصاریٰ نہیں چاہتے کہ پاکستان کی مذہبی شناخت باقی رہے اس لیے یہاں مذہب کے ساتھ ساتھ قائداعظم اور علامہ اقبال کے اقوال کو بھی ہر جگہ سے نکالا جا رہا ہے: ایوب بیگ مرزا

جب تک پاکستان میں اسلام کا عادلانہ نظام قائم نہیں ہوتا اس وقت تک پاکستان ترقی نہیں کر سکتا: ڈاکٹر غلام مرتضیٰ

تنظیم اسلامی کی استحکام پاکستان مہم کا مقصد کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: آصف حمید

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: تنظیم اسلامی کی استحکام پاکستان مہم کا مقصد مختصراً بتا دیں اور اس وقت آپ اس حوالے سے کہاں کھڑے ہیں؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: اس مہم کا مقصد یہی ہے کہ لوگوں کو آگاہ کیا جائے کہ ہم نے پاکستان کیوں حاصل کیا تھا؟ صاف ظاہر ہے کہ اگر ہم نے اسلام کے نام پر حاصل کیا ہے تو اس کی بقاء کا راز بھی اسی میں مضمر ہے کہ ہم یہاں اسلام نافذ کریں۔ لیکن 70 سال سے ہم نے اس کی طرف کوئی پیش رفت نہیں کی۔ بلکہ موجودہ نئی نسل کے ذہنوں سے وہ مقصد ہی نکل رہا ہے۔ اسی وجہ سے اس وقت ملک میں انتشار اور طوائف الملوکی کی حالت پیدا ہو چکی ہے۔ لہٰذا ہم نے ضرورت محسوس کی کہ عوام میں اس ملک کے نظریاتی تشخص کو اُجاگر کیا جائے۔ یہی تنظیم اسلامی کی استحکام پاکستان مہم کا پس منظر ہے۔ پورے ملک میں جہاں پر تنظیم اسلامی کے مراکز ہیں وہاں جلوس اور ریلیاں نکالی جائیں گی۔ اس کے علاوہ ملک کے بڑے شہروں کراچی، لاہور اور اسلام آباد میں ہم سیمینارز منعقد کریں گے۔ کراچی میں پہلا سیمینار ہو چکا ہے جس میں ہمیں کافی پذیرائی ملی ہے۔ پاکستان کے چھ چینلز نے اس کی کوریج کی ہے۔ اس کے علاوہ ایک لوکل سندھی چینل اور کراچی میں دوسرے ریجنل چینلز نے ہمارے مظاہروں کو کوریج دی ہے اور اخبارات میں خبریں بھی آئی ہیں۔ اس کے علاوہ ہم نے اخبارات میں استحکام پاکستان کے حوالے سے اشتہار شائع کروایا ہے اور وہ تمام شہروں میں ہینڈ بلز کی صورت میں بھی تقسیم کیا جا رہا ہے۔ آج کل سوشل میڈیا کا بہت زور ہے۔ اس لیے ہم نے اس کو سوشل میڈیا کے ذریعے بھی چلایا ہے اور اس پیغام کو عام کرنے کی کوشش کی ہے کہ پاکستان کے ساتھ ہمارا رشتہ لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ اپنے تعلق کو مضبوط کرنے میں ہے۔ جب تک پاکستان میں اسلام کا عادلانہ نظام قائم نہیں ہوگا اس وقت تک پاکستان ترقی نہیں کر سکتا۔ خاص طور پر اس وقت جس رخ پر ہم جا رہے ہیں اس سے ہمیں بچنا چاہیے۔

سوال: کیا اس نظریہ کو جان بوجھ کر دبانے کی کوشش کی جا رہی ہے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: آپ کو یاد ہوگا کہ پہلے پی ٹی وی پر خبروں سے پہلے قائداعظم کا قول چلایا جاتا تھا اور اختتام پر علامہ اقبال کا کوئی قول چلایا جاتا تھا اور اس میں باقاعدہ ایک پیغام ہوتا تھا۔ کیونکہ علامہ اقبال کو مصور پاکستان کہا جاتا ہے اور قائداعظم کو معمار پاکستان کہا جاتا ہے۔ علامہ اقبال نے الٰہ آباد کے خطبے میں پاکستان کا تصور پیش کیا تھا کہ جہاں مسلم اکثریت کے علاقے ہیں وہاں ایک الگ مسلم ریاست قائم ہو تاکہ ہم وہاں اسلام کا اصل چہرہ دنیا کے سامنے پیش کر سکیں۔ لیکن اس وقت نصاب کی کتابوں سے علامہ کا سارا کلام نکالا جا رہا ہے۔ اب اقبال ڈے پر تعطیل بھی ختم کر دی گئی ہے۔ اب سرکاری سطح پر علامہ اقبال کے حوالے سے کوئی پروگرام پیش ہی نہیں کیے جاتے۔ اسی طرح 25 دسمبر کو قائداعظم کی برسی کے موقع پر بھی قائداعظم کے نظریات کی بجائے کرسمس کو زیادہ اُجاگر کیا جاتا ہے۔

سوال: قائداعظم کے اقوال کو ہر جگہ سے جس طریقے سے نکالا جا رہا ہے، کیا یہ کوئی سازش ہے؟

ایوب بیگ مرزا: قائداعظم اور علامہ اقبال کے فرامین کو ہر جگہ سے اس لیے نکالا جا رہا ہے کیونکہ دونوں کے نظریات دراصل اسلامی نظریات کا عکس ہیں۔ جیسے ایک جگہ قائداعظم نے فرمایا تھا کہ:

Pakistan not only means freedom and indepedence but also the Muslim ideology that has to be preserved that has come to us as a precious gift and treasure.

یہاں قائداعظم اسلامی نظریات کو ایک قیمتی تحفہ اور خزانہ قرار دے رہے ہیں۔ اسی طرح علامہ اقبال کا تو پورا فکر ہی قرآنک ہے۔ جیسے ایک موقع پر علامہ نے فرمایا کہ ؎

اپنی ملت پہ قیاس اقوام سے مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمیؐ

علامہ کا یہ پیغام پوری اُمت کے لیے ہے لیکن میں کہوں گا کہ اس ترکیب میں پاکستان خاص الخاص ہے۔ کیونکہ پاکستان دنیا کا واحد اسلامی ملک ہے جو اسلام کے نام پر بنا ہے۔ کچھ دانشور دعویٰ کرتے ہیں کہ اسرائیل بھی ایک مذہبی ریاست ہے۔ حالانکہ یہ صد فیصد غلط ہے۔ اسرائیل ایک نسلی ریاست ہے جو صہیونیوں کی ریاست ہے۔ جو اصلی یہودی ہیں وہ تو اسے تسلیم ہی نہیں کرتے۔ لہٰذا پاکستان دنیا کی واحد ریاست ہے جو مذہب کی بنیاد پر بنی ہے۔ لیکن یہود و نصاریٰ چونکہ نہیں چاہتے کہ پاکستان کی مذہبی حیثیت باقی رہے تو اس لیے مذہب کے ساتھ ساتھ قائداعظم اور علامہ کے اقوال کو بھی ہر جگہ سے نکالا جا رہا ہے۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: اصل میں جب پاکستان کا قیام عمل میں آیا تھا تو اس وقت قائداعظم بیمار تھے اور انہوں نے اپنی بیماری کو چھپایا تھا کیونکہ اگر انگریز کو پتا چل جاتا تو وہ شاید پاکستان کو بننے ہی نہ دیتا۔ پاکستان کے بننے کے ایک سال بعد ان کا انتقال ہو گیا۔ قیام پاکستان سے پہلے مسلم لیگ میں ایسے لوگ شامل ہو گئے تھے جو نظریہ پاکستان کے مخالف اور سیکولر تھے۔ لہٰذا قائداعظم کے انتقال کے بعد ان لوگوں نے پھر اپنی کوششیں شروع کر دیں۔ وہ تو قراردادِ مقاصد کو بھی منظور نہیں ہونے دے رہے تھے لیکن علامہ شبیر احمد عثمانی نے اسمبلی میں مسلم لیگ کو دھمکی دی تھی کہ اگر قرارداد مقاصد منظور نہ ہوئی تو میں باہر جا کر لوگوں سے کہوں گا کہ مسلم لیگ نے تم سے دھوکہ کیا ہے۔ چنانچہ آغاز سے ہی یہ کوششیں شروع ہو گئی تھیں کہ اس ملک کے نظریاتی تشخص کو ختم کیا جائے۔ وہ کوششیں اب یہاں تک پہنچ گئی ہیں کہ ہمارے نصابِ تعلیم سے ہی وہ چیزیں نکالی جا رہی ہیں اور ہماری نئی نسل کو ایک بالکل مختلف تاریخ پڑھائی جا رہی ہے۔

سوال: اگر خدانخواستہ پاکستان نہ بنتا تو ہندوستان میں مسلمانوں کی کیا حالت ہوتی؟

ایوب بیگ مرزا: یہ سوال تقسیم کے وقت بھی اٹھایا گیا تھا۔ ایک طرف مسلم لیگ تھی جس کا موقف تھا کہ پاکستان بننے سے ہی مسلمانوں کا مستقبل محفوظ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ آگے جمہوریت کا دور ہوگا اور مسلمان چونکہ انڈیا میں اقلیت میں ہوں گے اس لیے ان کا مستقبل یہاں غیر محفوظ ہو جائے گا۔ دوسری طرف جمعیت علماء ہند کے بزرگ تھے جو یقیناً قیام پاکستان کے مخالف تھے لیکن ایسا معاملہ نہیں تھا کہ وہ مسلمانوں کے حوالے سے اچھا نہیں چاہتے تھے۔ اصل میں یہ انداز فکر تھا۔ وہ یہ سمجھتے تھے کہ پاکستان بننے کے بعد ظاہر ہے سارے مسلمان تو پاکستان نہیں جا سکیں گے۔ کچھ مسلمان پاکستان میں چلے جائیں گے اور کچھ ہندوستان میں رہ جائیں گے اس طرح مسلمانوں کی طاقت تقسیم ہو جائے گی اور ہندو بالادست ہو جائیں گے۔ مولانا ابوالکلام آزاد نے کہا تھا کہ اگر پاکستان بن گیا تو ہندوستان میں مسلمان غیر محفوظ ہو جائیں گے اور پاکستان میں اسلام نہیں آ سکے گا۔ اگر دیکھا جائے تو ان کا موقف درست ثابت ہوا۔ لیکن اس وقت بھارت میں مسلمانوں کے ساتھ جو سلوک ہو رہا ہے، بی جے پی جو کچھ اقلیتوں کے ساتھ کر رہی ہے اس لحاظ سے دیکھا جائے تو اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مسلم لیگ کا فیصلہ زیادہ درست ثابت ہوا۔ جمعیت علماء اسلام کے علماء اس حوالے سے بالکل مخلص تھے۔ جب پاکستان کے قائم ہونے کے آثار سامنے آ گئے تھے تو مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ نے اپنے ساتھیوں کی ایک مجلس میں کہا تھا کہ ملاء اعلیٰ میں پاکستان کے وجود میں آنے کا فیصلہ ہو گیا ہے۔ جس پر ان کے ساتھیوں نے پوچھا: حضرت! پھر ہم کیا کر رہے ہیں؟ انہوں نے بڑا معقول جواب دیا کہ اللہ کے فیصلے ہیں اور نافذ اللہ ہی کے فیصلے ہوں گے۔ لیکن ہم وہی کریں گے جو زمینی حقائق ہمارے سامنے ہوں گے۔ جو لوگ مسلم لیگ کی محبت میں ان ہستیوں پر دشنام طرازی کرتے ہیں وہ اس بیان کو دیکھ لیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر پاکستان اسلامی ریاست بنتا تو وہاں کے مسلمانوں کو بھی تقویت ملتی۔

> علامہ شبیر احمد عثمانی نے اسمبلی میں لیاقت علی خان کو دھمکی دی تھی کہ اگر قرارداد مقاصد منظور نہ ہوئی تو میں باہر جا کر لوگوں سے کہوں گا کہ مسلم لیگ نے تم سے دھوکہ کیا ہے۔

سوال: قائداعظم کے اقوال کیا بتاتے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: ایک دفعہ علامہ اقبال نے قائداعظم کو لکھا کہ:

To my mind the new Constitution with the idea of a simple Indian Federation is compaletly hopeless. A seperate Federation of Muslim provinces reformed on the lines I have suggested above is the only course of action with which we can secure a peacefuly India and save Muslims from the domination of non muslims with in and ....outside of India.

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: ایک دفعہ قائداعظم نے عثمانیہ یونیورسٹی میں طلبہ سے خطاب کیا۔ ایک طالب علم کے سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ

When I hear the word religion, my mind thinks at once, according to the English language and British usage, of private relations between man and God. But I know full well that according to Islam, the word is not restricted to the English connotation. I am neither a Maulwi nor a Mullah, nor do I claim knowledge of theology. But I have studied in my own way the Holy Quran and Islamic tenets. This magnificent book is full of guidance respecting all human life, whether spiritual, or economic, political or social, leaving no aspect untouched.

وہ کوئی عالم نہیں تھے لیکن ان کا جو قرآن کا مطالعہ تھا اس سے ان پر واضح ہو چکا تھا کہ اسلام مذہب نہیں ہے بلکہ دین ہے جو مسلمان کی پوری زندگی پر حاوی ہے اور جب تک کوئی ایسی مذہبی ریاست نہ ہو جہاں اسلام بطور دین نافذ ہو اس وقت تک انسان اپنی زندگی اسلام کے مطابق گزار ہی نہیں سکتا۔

ایوب بیگ مرزا: جو بات ہمارے سیکولر طبقہ کو سمجھ نہیں آ رہی وہ گاندھی کو سمجھ آ گئی تھی۔ اس نے قائداعظم سے سوال کیا تھا کہ What do you mean by Pakistan is it pan Islamism? یعنی اس کو بھی اندر سے خطرہ تھا کہ یہ بات کس طرف آگے بڑھ رہی ہے۔ ظاہر ہے اس کے اندر شک پیدا ہوا تو اس نے سوال کیا۔ لیکن یہ کہتے ہیں کہ اسلام کے نام پر بنا ہی نہیں۔

سوال: قائداعظم کی 11 اگست کی تقریر میں ایسی کیا بات ہے، جس سے سیکولر دانشور پاکستان کو سیکولر ثابت کرنا چاہ رہے ہیں؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: گیارہ اگست کی ایک تقریر کے صرف ایک جملے کو لے کر طوفان کھڑا کیا گیا ہے۔ حالانکہ پوری تقریر کو دیکھیں تو وہ فقرہ وہاں فٹ ہی نہیں بیٹھتا۔ اس حوالے سے برطانیہ کی ایک خاتون صحافی سیلینہ

کریم نے تحقیق کی اور اصل صورت حال کو واضح کیا ہے۔ وہ جملہ یہ ہے: you may belong to any religion or caste or creed that has nothing to do with the business of the state. اس فقرے میں لفظ religion کا اضافہ بعد میں جسٹس منیر نے کیا جب اُس نے ”From Jinnah to Zia“ کے عنوان سے کتاب لکھی۔ اس خاتون نے بتایا کہ جسٹس منیر نے بددیانتی کر کے یہ لفظ شامل کیا۔ جس پس منظر میں قائداعظم نے الفاظ کہے وہ یہ تھا کہ تقسیم کے وقت فسادات ہو رہے تھے اور جس طرح انڈیا سے مسلمان پاکستان کی طرف آ رہے تھے اسی طرح یہاں سے بھی ہندو انڈیا میں جا رہے تھے۔ انہوں نے اپنی تقریر میں ان فسادات کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی تھی۔ گویا پاکستان کی تمام اقلیتوں کو یقین دلایا تھا کہ یہاں پر اقلیتوں کے بھی حقوق ہوں گے اور یہ بات اسلام کے عین مطابق ہے کیونکہ اسلام میں بھی اقلیتوں کے حقوق ہیں۔ بہرحال یہ ایک تقریر ایک طرف ہے۔ اس کے علاوہ پاکستان بننے سے پہلے اور قیام پاکستان کے بعد متعدد مقامات پر قائداعظم کے بیانات سے واضح ہوتا ہے کہ وہ اسلام کو ایک دین یعنی نظام زندگی سمجھتے تھے۔ علامہ اقبال کے انتقال پر انہوں نے کہا تھا کہ وہ میرے استاد اور مربی تھے۔ انہوں نے ہی مجھے اسلام کے بارے توجہ دلائی ہے۔

سوال: کیا گیارہ اگست کی تقریر کا واحد راوی جسٹس منیر ہے۔ اس کی شخصیت کتنی ثقہ ہے؟

ایوب بیگ مرزا: مولوی تمیز الدین کیس میں جب خواجہ ناظم الدین کو برطرف کیا گیا تھا تو سندھ ہائی کورٹ نے ان کے حق میں فیصلہ دے دیا تھا۔ اس کے بعد حکومت نے سپریم کورٹ میں اپیل کر دی جہاں جسٹس منیر نے حکومت کے حق میں فیصلہ دے دیا اور اس غلط فیصلے کو نظریۂ ضرورت کی بیساکھی کے سہارے درست ثابت کرنے کی کوشش کی۔ گویا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ عدالت کے نظریہ ضرورت کے موجد جسٹس منیر تھے۔ یعنی یہ حکمرانوں کا پریشر قبول کرنے والے تھے۔ لہٰذا ان کی شخصیت بہت مشکوک ہے۔ وہ ایک متنازع آدمی ہیں اور ایسے آدمی ہیں جن پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ 1953ء میں قادیانیوں کے خلاف جو تحریک چلی تھی اس حوالے سے بھی ان کے ریمارکس بڑے متنازعہ ہیں اور اس معاملے میں بھی انہوں نے لوگوں کو گمراہ کیا۔

سوال: اس وقت اندرونی طور پر استحکام پاکستان کے حوالے سے ہم کہاں کھڑے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: یہ کہنے میں کوئی مبالغہ نہیں ہوگا کہ اس وقت پاکستان جتنا غیر مستحکم نظر آ رہا ہے اتنا شاید پچھلے 70 سال میں نہیں تھا۔ پاکستان مالی لحاظ سے پہلے بھی کمزور رہا مگر اب کمزور تر ہے۔ اسی طرح یہاں سیاسی استحکام پہلے بھی نہیں تھا لیکن اب وہ عدم استحکام ہارس ٹریڈنگ بن گیا۔ پہلے پاکستان میں ایسا کبھی نہیں ہوا تھا کہ ادارے ایک دوسرے پر یوں چڑھ دوڑیں مگر اس وقت کی صورتحال آپ کے سامنے ہے۔ حیرانگی کی بات یہ ہے کہ مسلم لیگ کے سابق صدر اور سابق وزیراعظم نواز شریف یہاں تک کہہ چکے ہیں کہ عوام عدلیہ کے خلاف بغاوت کرنا

> **مولانا ابوالکلام آزاد نے کہا تھا کہ اگر پاکستان بن گیا تو ہندوستان میں مسلمان غیر محفوظ ہو جائیں گے اور پاکستان میں اسلام نہیں آ سکے گا۔ اگر دیکھا جائے تو ان کا موقف درست ثابت ہوا۔**

چاہتی ہے، اور میں کہتا ہوں کہ وہ بغاوت کریں۔ سوال یہ ہے کہ اگر آپ جمہوریت جمہوریت کی رٹ لگاتے ہیں تو پھر جمہوری تقاضے کیوں بھول جاتے ہیں۔ فرض کیجیے سپریم کورٹ کا فیصلہ غلط تھا تو کون ہے جس سے غلطی نہیں ہوتی۔ لیکن ان کا یہ رویہ بہت خطرناک ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے سپریم کورٹ نے عمران خان کے خلاف بھی فیصلے دیے جیسے حدیبیہ پیپر ملز اور دھاندلی وغیرہ کے فیصلے تحریک انصاف کے خلاف آئے، انہوں نے ان فیصلوں کو ناپسندیدہ ضرور کہا لیکن عدلیہ کے خلاف کوئی تحریک نہیں شروع کی جس طرح نواز شریف کر رہے ہیں۔ گویا نواز شریف اپنی ذات کے لیے ملک کی بقاء اور سلامتی کو داؤ پر لگا رہے ہیں۔ اس وقت حکومت اور عدلیہ کے درمیان شدید تصادم کی کیفیت ہے جس کا انجام اچھا نہیں ہوگا۔

سوال: اس تصادم کے پیچھے کوئی بیرونی ہاتھ تو نہیں ہے؟ اس ٹکراؤ کا فائدہ کس کو ہوگا؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: دشمن تو موقع کی تلاش میں ہمیشہ رہتا ہے کہ آپ کے درمیان انتشار پیدا ہو اور اس سے وہ فائدہ اٹھائے۔ 71ء میں بھی یہی ہوا تھا کہ یہاں سیاسی استحکام نہیں تھا۔ اس وقت بھی الیکشن ہوئے تھے لیکن آپ نے اکثریتی پارٹی کو حکومت نہیں دی اور پھر اس انتشار سے ایک دشمن قوت نے فائدہ اٹھایا۔ اسی طرح اگر ہمارے لیڈر حالات کو نہیں سمجھیں گے تو بیرونی دشمن اس انتشار سے فائدہ اٹھائیں گے۔ ہم جمہوریت کا راگ بہت الاپتے ہیں لیکن جمہوریت میں خاندانی حکومت نہیں ہوتی۔ اس وقت جس پارٹی کی حکومت ہے اسی کے لیڈر انقلاب کی باتیں کر رہے ہیں یعنی ان کے خاندان کی حکومت نہیں آ رہی ہے اس لیے وہ ایسی باتیں کر رہے ہیں۔ حالانکہ دنیا میں ایسا نہیں ہوتا۔ وہاں اگر کسی کو عہدے سے ہٹایا گیا تو اس کے جانے سے ملک میں انتشار نہیں پھیلتا۔

ایوب بیگ مرزا: ایک اچھی مثال ہے۔ جب امریکہ میں بش اور الگور کا مقدمہ عدالت میں گیا تو الگور نے یہ کہہ کر مقدمہ واپس لے لیا کہ اگرچہ میں سمجھتا ہوں کہ میں سچا ہوں لیکن ملکی مفاد کے خلاف ہے کیونکہ پہلی مرتبہ صدر کے الیکشن کے نتائج کا اعلان نہیں ہو رہا، اس سے جگ ہنسائی ہو رہی ہے لہٰذا میں اپنا کیس واپس لے رہا ہوں اور پھر بش کے حق میں فیصلہ ہو گیا۔ ان کے نزدیک اپنے ملک کی سلامتی اور عزت کس قدر اہم ہے۔ لیکن ہم اپنے ملک کی سلامتی کے ساتھ کھیل رہے ہیں۔

سوال: اگر پاکستان خدانخواستہ اپنے نظریہ کی طرف نہیں لوٹا تو پھر کیا ہوگا؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: اخلاقیات کے لیے دین سب سے بڑی ڈرائیونگ فورس ہوتی ہے۔ لیکن ہمارے ہاں دین کا انحطاط ہماری اخلاقیات پر اس حد تک اثر انداز ہو چکا ہے کہ اب اخلاقی اقدار نہیں رہ گئیں۔ اگر ہمارے پاس اخلاقی اقدار ہوتیں تو انتشار کی یہ کیفیت نہ ہوتی۔ جب کوئی ملک یا قوم اپنے قائم رہنے کی وجہ جواز کھو دیتی ہے تو پھر وہ زیادہ دیر قائم نہیں رہ سکتی۔

ایوب بیگ مرزا: جمہوریت جیسا بھی طرز حکومت ہے ہم نے اس کا بھی بیڑہ غرق کیا ہے۔ جو کچھ اس وقت سپریم کورٹ کے فیصلے کے خلاف ہو رہا ہے اور جو کچھ اس وقت سینٹ کے الیکشن میں ہوا آپ کے سامنے ہے۔

> **قارئین پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔**

مجرمانہ خامشی

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

ہم چونکہ عالمی برادری کے رکن ہیں، لہٰذا ہمارے عالمی چرواہے اپنے ریوڑ کو ہانکتے ہوئے جب جس چراگاہ میں لے جاتے ہیں ہم بھی وہاں چر چگ لیتے ہیں۔ اگرچہ زہریلی بوٹی چر کر اونٹ (اور شاید بھیڑ بکری بھی) کا جسم پھول کر پھٹ جاتا ہے اور موت واقع ہو جاتی ہے۔ یہ حبط کہلاتا ہے۔ اسی سے حبط اعمال...... اعمال کا ضائع ہو جانا ہے۔ آج امت کے اعمال اسی کا شکار ہیں بدنصیبی سے بھیڑ چال کی بنا پر! 8 مارچ دنیا بھر میں رلتی عورت کا دن تھا۔ عالمی ادارے (یو این) نے ہر منہ میں نکا دینے کو ایک ایک دن مختص کر رکھا ہے۔ مزدوروں، کسانوں، ماں، باپ، استاد......! زندگی مصروف بہت ہے۔ سال کے 365 دنوں میں سے ایک دن اپنے حقوق کے راگ الاپو، سیمینار، تصاویر، آڈیو، ویڈیو، کاغذ، سکرین سب تمہارے لیے ہوں گے۔ ٹشو پیپر کی دنیا میں سنوار سجا کر خوشبو میں بسا کر۔ اشتہار میں خوبصورت ناموں اور پیکنگ میں آنے والا ٹشو پیپر بہت جلد کوڑے کی ٹوکری کی زینت بن جاتا ہے! یہ پوری مغربی تہذیب کی علامت ہے۔

''یورونیوز'' نے 2017ء میں حقوق نسواں کے حوالے سے جو غیر معمولی کامیابی کی خبریں سجائیں ان میں سے دو ملاحظہ فرمالیں...... اکتوبر 2017ء میں ہالی وڈ پروڈیوسر ہاروی وینسٹین پر خواتین پر جنسی زیادتی کے الزامات کے حوالے سے کامیاب تحریک ''می ٹو'' اٹھا کھڑی کی گئی۔ جس کے نتیجے میں حقوق نسواں زدہ پورا مغرب ''می ٹو'' کے (شرمناک) نعروں سے گونج اٹھا۔ نہ سیاست دان بچے نہ شوبز والے نہ سائنس دان! (یعنی بے حد و حساب عورتیں چلا اٹھیں کہ ''میں بھی''، ''میں بھی'' اس ظلم رہراسانی کا نشانہ بنی) اقبال نے تو صدی بھر پہلے کہہ دیا تھا...... فساد کا ہے فرنگی معاشرت میں ظہور! وہ فساد اب اپنی آخری انتہا کو چھو رہا ہے۔ دیوانگی کا یہ عالم کہ گھٹ گھٹ کر، سسک سسک کر عورت کا اپنی ہتک اور توہین پامالی برداشت کرتے کرتے 21 ویں صدی کے سترہ سالوں بعد کھل کر اظہار کرنا ممکن ہوگیا! یہ سالہا سال کی بہت بڑی کامیابی ٹھہری۔ یورونیوز نے کہا کہ یہ سال عورت اور نوخیز لڑکیوں کے لیے غیر معمولی رہا۔ لاکھوں اٹھ کھڑی ہوئیں جنسی تشدد، عدم مساوات اور بنیادی انسانی حقوق کے لیے!

اسی ضمن کی دوسری کامیابی بھی نفسیاتی بیماری کی ہی علامت ہے۔ وہ یہ کہ آسٹریلیا میں دسمبر 2017ء میں ہم جنس شادی کی اجازت کا بل پاس ہوگیا! صرف عالمی جنگوں کی درندگی اور وحشت، موت کا کھیل ہی نہیں بلکہ اہل مغرب کے نفسیاتی، ذہنی عوارض بھی اب اسے دنیا کی سربراہی سے معزول کر دینے کے متقاضی ہیں۔ شرمناک رویوں، عادات و اخلاق، سیرت و کردار کی گراوٹ کو کب تک خوبصورت اصطلاحوں کے پردے میں ملفوف، سجا سنوار کر پیش کیا جاتا رہے گا؟ ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم لنڈے بازار سے یہ بدبودار تہذیب لا کر اپنے ہاں پھیلانے میں دن رات ایک کئے دے رہے ہیں۔ ہمیں (پاکیزہ، باوقار، تقدس بھری اقدار کے وارث!) شرمسار کرنے کو میڈیا پر ایک چیختا چنگھاڑتا عنوان عورت کو حواس باختہ، برین واش کر رہا تھا۔ ''خواتین اپنے شوہروں کی ملازمائیں ہیں؟'' کمال ہے! ہوش کے ناخن لو ذرا، اپنے سگے پاکیزہ شوہر کی خدمت گزاری سے ملازمہ بن گئی؟ اور ہوٹلوں میں پرائے مردوں کے بستر کی چادریں بدلتی، کمرے صاف کرتی، جہازوں میں غیر مردوں کے سامنے جھک کر کھانے کی ٹرے پیش کرتی، کوچوں میں سفر کی صعوبت میں رات دن سیٹوں کے درمیان دھکے کھاتی ان کی خدمت گزاری کے عوض چند ٹکے حاصل کرتی تم ترقی یافتہ بن گئی؟ ویٹرس، سیلز گرل، ہوسٹس ہو تو معزز۔ ناز برداری کرنے والے شوہر کو کھانا کھلانے میں ''ملازمہ'' کی پھبتی؟ تو کیا وہ (بحیثیت شوہر) گاڑی چلاتا ڈرائیور ٹھہرا؟ بازاروں سے سردی گرمی آندھی طوفان بارش میں ضروریات زندگی فراہم کرتا ملازم ہوگیا؟ عورت کو سرد و گرم، تھکاوٹ، پرائے مردوں، بدنگاہی، ہراسانی اور می ٹو کی ہولناکی سے بچا کر اپنی محنت کی کمائی بیوی بچوں پر لٹاتا، مردانگی کی عظمت کا ثبوت دیتا نوکر بن گیا؟

نہ پردہ نہ تعلیم نئی ہو کہ پرانی
نسوانیت زن کا نگہبان ہے فقط مرد!

مسلم عورت وفا شعار، ایثار کیش، سکینت، محبت، مروت کا پیکر، اپنی عزت و عفت کی حفاظت کرتی اسے پاکیزہ نسب اولاد سے نوازتی، حسنِ تربیت سے آراستہ کرتی، گھر کو پاکیزہ رفاقت سے جنت کی سی خوشبو میں بساتی حقیر ہوگئی؟ بندر کیا جانے ادرک کا سواد! بنی آدمؑ کی اٹھان، اس کی اقدار، اس کی تہذیب سیکولر ڈارون کی اولاد سمجھنے سے بھی قاصر ہے۔ پاکستان اس وقت دیوانہ وار امریکہ کو راضی کرنے FATF میں ''گرے'' قرار دیئے جانے سے نکلنے کے لیے ہاتھ پاؤں مار رہا ہے۔ (اندیشہ ہے کہ اس کے بعد سیاہ قرار نہ دیے جائے) سو 'فیئر اینڈ لولی' کے بڑے اشتہاروں کے مصداق گورا چٹا بن بن کر دکھانے کو کیا کچھ نہیں کیا جا رہا!

8 مارچ جہاں عالمی یوم نسواں میں دنیا بھر میں بہت کچھ ہوا، ہمارے ہاں 8 مارچ کو بہار کی خوشی کے عنوان سے اسلام آباد سے لاہور پی آئی اے کی فلائیٹ PK-304 میں مسافروں نے کیبن کے مرد و زن عملے کو رقص کرتے پایا موسیقی پر۔ ناچتے ناچتے مسافروں کو تحائف پیش کرتے تصاویر، خبریں سوشل میڈیا کے ذریعے ہمارا ''فیئر اینڈ لولی'' سافٹ امیج ہمیں ''گرے'' سے نکالنے میں مدد دے گا۔ اسی تسلسل میں بعض خبریں بھاری المیہ بن کر بجلی گرا دیتی ہیں قومی وجود پر۔ ثقافت کیا ایک کثافت کا بدبودار تعفن دینے لگتی ہے۔ راولپنڈی کے ایک پوش علاقے بحریہ ٹاؤن میں رات دو بجے (غیر متوقع طور پر) فلیٹ کا مالک اچانک آ گیا تو فلیٹ میں دو نوجوان لڑکے اور دو لڑکیاں پارٹی منا رہے تھے (مینیجر سے چابی لے کر)۔ غضبناک ہو کر مالک نے ہوائی فائرنگ کی اور نوجوان کی خوشیاں غارت کر دیں۔ المیہ یہ ہوا کہ دونوں لڑکیوں نے گھبرا کر پانچویں منزل سے چھلانگ لگا دی۔ ایک انتقال کر گئی دوسری کی ٹانگیں ٹوٹ گئیں۔ چار خاندان سافٹ امیج، ترقی نسواں اور آزادی کی بھینٹ چڑھ گئے۔

مغرب کی تقلید میں کہاں تک جائیں گے؟ فرانس میں آزادی کی دیوانگی میں دو گیارہ سالہ لڑکیوں نے ''زنا بالرضا'' پر قوم کو حیران پریشان کر دیا۔ اب فرانسیسی پارلیمنٹ نے مجبوراً (قانونی!) زنا کی عمر 15 سال لڑکی کے لیے کر دی ہے۔ (واشنگٹن پوسٹ۔5مارچ) گویا یہ آزادیٔ نسواں کی تحریک کی نئی کامیابی ہے! نکاح کی پاکیزگی کا تو تذکرہ ہی کیا۔ فرانس کے صدر نے کہا ہے کہ ''اگرچہ ہمارا معاشرہ پارسا تو نہیں ہے تاہم ملک پورا معاشرتی حوالے سے جنس پرستی (Sexism) کے مرض میں ڈوبا ہوا ہے۔'' (ایکسپریس یو کے۔7مارچ) ہمارے ہاں یہ چھوٹی عمر کی شادیوں کے خلاف طوفان کھڑے رکھتے ہیں۔ اور اب قصور کے واقعات کے بہانے بچوں کی ''تعلیم'' میں یہ عنصر شامل کرنے کا ارادہ بھی ہے (چھوٹی عمر کی شادی کی حوصلہ شکنی) اس بدبودار عالمی یوم نسواں نے دنیا کی قوت شامہ بگاڑ دی ہے۔ ان سے مسلم معاشروں کی اقدار کی مہک برداشت نہیں ہو پا رہی۔ (یاد رہے کہ حقوق نسواں کے نعروں، جلسوں، جلوس میں مظلوم عافیہ، روہنگیا، سری لنکا، شام کی (بچے گود میں لیے بمباریوں کی زد میں بیٹھی) عورت کے لیے سرگوشی تک نہیں!)

اب شامت ہے انڈونیشیا کی۔ عالمی چودھریوں کو یکایک تیز بخار چڑھ گیا ہے۔ دنیا کی سب سے بڑی مسلم ریاست میں عورت بعض رپورٹوں کے مطابق 80 فیصد سکارف اوڑھ رہی ہے اور ساتر لباس پہن رہی ہے۔ کلیجہ ہلا دینے والی ایک تصویر (پشت سے لی گئی) میں خواتین قطار اندر قطار باپردہ کھڑی ہیں۔ بڑا سنگین سوال اٹھ کھڑا ہوا ہے کہ انڈونیشیا کا ''ماڈریٹ اسلام'' (مشرف، ایم بی ایس برانڈ) خطرے میں ہے۔ پانچ نمازیں پڑھنا، حجاب پہننا، قرآنی کلاسوں میں جانے کی فضا بڑھ گئی ہے۔ مزید یہ کہ تعلیم اور آمدنی جوں جوں بڑھتی ہے سکارف بڑھتا جا رہا ہے۔ اپر کلاس اسلام! بوسٹن یونیورسٹی کے پروفیسر جیریمی مینچیک کے مطابق ''انڈونیشی مسلمان دنیا بھر میں احیائے اسلام کی رو کا حصہ ہیں۔ جس میں اسلام سے بڑھتی ہوئی وابستگی اور مذہبیت کا اظہار ہو رہا ہے۔ اس کی وجہ سیکولرازم اور سرمایہ داری نظام کا اخلاقی بحران، خلا اور کھوکھلا پن ہے۔'' (DW 12 ستمبر2017ء) (اسلام بھرپور، توانا اخلاقی اقدار اور روحانی قوت کا حامل ہے۔ طمانیت سکینت سے تمام رکھنے پر کر دینے والا!) جاوا کی یونیورسٹی میں نقاب پر پابندی عائد کر دی ہے۔ 41 طالبات اس جرم کی مرتکب تھیں! انہیں سمجھایا بجھایا جانا بے سود ہوا تو گریجویشن نہیں کر سکیں گی!

دوسری جانب مغرب تو ابھی بنیادی فیصلوں سے بھی قاصر ہے۔ بچے کو آزاد چھوڑ دو، بڑا ہو کر خود فیصلہ کرے گا۔ مرد بنے گا یا عورت...... اور ان کے ہاں تو بڑے بھی تادیر دو دنیاؤں کے درمیان (مرد/عورت) لڑھکتے رہتے ہیں۔ طب، سرجری کی ترقی کے ہاتھوں! المناک، خوفناک بات یہ ہے کہ یورپ کے چند ممالک میں چونکہ خود مرد، مرد اور عورت، عورت جوڑے بنا کر رہتے ہیں لہٰذا ایسی خبریں تسلسل سے آ رہی ہیں کہ بچوں کے تحفظ کے قوانین کی آڑ میں چھوٹے چھوٹے عذرات کو بہانہ بناتے ہیں۔ مسلمان بچے...... گر کر ہڈی ٹوٹ گئی، کوئی اور بیماری بگڑ گئی تو والدین پر فرد جرم عائد کر کے (عدم توجہ، لاپروائی) بچے چھین لیے اور ان جوڑوں کی گود بھر دی۔ مسلم دشمنی کی یہ تشویشناک جہت اس کے علاوہ ہے جو مہاجر شامیوں کے بچے اٹھائے گئے۔ اپنی حرام کاری کی زندگی میں مسلم گھر اجاڑ کر خوشیاں بھری جا رہی ہیں۔ فتنۂ دجال اپنی پوری قوت اور قہر سے بڑھا چلا آ رہا ہے۔ ہم انہی کے قدموں میں جا پڑنے پر مصر ہیں! ہر مسلمان کو اپنے ایمان کے لیے فیصلہ تو کرنا ہوگا جب قرآن پڑھنا، پڑھانا سر ڈھانپنا بھی جرم بن جائے! کب تک ریت میں سر دیئے خود فریبی میں رہیں گے؟

اک مجرمانہ خامشی پھیلی ہے چار سو

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ ''گول مسجد صاحب زادہ عبدالقیوم روڈ نزد جوہر خاتون ہسپتال یونیورسٹی ٹاؤن، پشاور'' میں

31 مارچ تا یکم اپریل 2018ء

(بروز ہفتہ نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

علاقائی اجتماع برائے ملتزم رفقاء

برائے حلقہ جات خیبر پختونخواہ جنوبی اور مالاکنڈ

کا انعقاد ہو رہا ہے

زیادہ سے زیادہ ملتزم رفقاء شرکت کا اہتمام کریں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0334-8937739, 0345-9183623، 091-2262902

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 79-35473375(042)

اہل مغرب کا اخلاق وعدل یا سحر وافسانہ؟

فرید اللہ الصافی
fareedullahassaafi@gmail.com

الحمدللہ والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ!

آج مسلمانوں کی اکثریت شعوری اور لاشعوری طور پر یہ ذہن رکھتی ہے، اور بعض تو زبان سے اس کا برملا اظہار بھی کرتے ہیں کہ غیر مسلم خاص طور پر یورپ کا معاشرہ عدل کا داعی اور اخلاق کا پیکر ہے۔

بغیر کسی لمبی تمہید کے اس بات کو میزان عدل پر پیش کرنا اس لیے ضروری ہے کہ اسلام نے نظریات کی اصلاح کو سب سے مقدم رکھا ہے اور اس کی تصحیح پر بڑا زور دیا ہے، اور جہاں کہیں اس میں فساد کا معمولی سا شائبہ نظر آیا اسلام نے اس کا مکمل تدارک کیا۔

سب سے پہلے اخلاق کے مفہوم کو جاننا ضروری ہے تاکہ مسئلے کو سمجھنے میں آسانی ہو اور کسی قسم کی پیچیدگی آڑے نہ آئے۔

اہل علم و دانش نے اخلاق کا جامع مفہوم کچھ اس طرح بیان کیا ہے: دوسرے انسان کو تکلیف نہ دینا، سخاوت اور خیر کا فیض دوسرے پر انڈھیلنا، اور ہنستے مسکراتے چہرے اور چمکتے ماتھے سے دوسروں کے ساتھ میل ملاپ کرنا حسن خلق کہلاتا ہے۔

اس کے بعد سب سے پہلے اس دعوے کو یاد رکھا جائے کہ انسان کو انسان ہمیشہ آسمانی تعلیمات ہی بناتی ہے اور جس قدر انسان خالق کی رشد وہدایت سے دور جاتا جائے گا اس قدر ظلمتوں کے بادل اس پر چھاتے جائیں گے، اور آخر کار سفاکیت وجہالت اس کے بدن کا میلا لباس بن کر اس کے روح وجسم کو ڈھانپتے ہوئے اسے انسانی صفات سے عاری کر کے صفات مذمومہ اور اخلاق قبیحہ کا منبع وچشمہ بنا دے گی اور ایک وقت آئے گا کہ یہ انسان اپنی فطرت کا جنازہ نکال کر اس مقام پر فائز ہو جائے گا: افمن زین لہ سوء عملہ فراہ حسنا۔ کہ اس کے منعکس چشمے میں اسے برا اچھا اور حسین قبیح نظر آئے گا، جو دراصل انسان کی نافرمانیوں کے باعث نتیجہ ہے اللہ کے اس فرمان کا: **فمن یرد اللہ أن یھدیہ یشرح صدرہ للإسلام ومن یرد أن یضلہ یجعل صدرہ ضیقا حرجا کأنما یصعد فی السماء کذلك یجعل الرجس علی الذین لا یؤمنون** کہ جس کسی کو اللہ صحیح راستہ دکھانے کا ارادہ کرے اس کے سینے کو اسلام کے لیے کھول دیتا ہے اور جس کسی کی گمراہی کا اللہ ارادہ کرے اس کے سینے کو تنگ کر دیتا ہے گویا کہ وہ آسمان میں چڑھتا ہے، اسی طرح اللہ ناپاکی مسلط کرتا ہے ان لوگوں پر جو ایمان نہیں لاتے۔

گویا کہ اس کے شب وروز اندھیروں میں اور اس کا اخلاق وکردار کم ظرفی کا شکار ہو کر غلاظتوں میں ڈوب جاتا ہے۔

یہی نہیں بلکہ اگر دین کی صورت میں ربانی سہارا نہ ہو تو انسان اپنے جہل کی وجہ سے درندوں کو شکست دے کر ان کی صفوں کو چھیرتا ہوا ان سے بھی آگے نکل جاتا ہے کیونکہ درندوں کی درندگی صرف طاقت کی بنا پر ہے جبکہ انسانی طاقت کا ساتھ عقل بھی دے رہی ہے، یہی وجہ ہے کہ کفار کی دنیاوی تیزی اور ان کی عقلی جاذبیت کے باوجود کلام اللہ میں ان کی اصل صورت واضح کرتے ہوئے کبھی انہیں عام حیوانات سے تشبیہ دی جاتی ہے اور کبھی گدھے اور کتے کو ان کی مثال کے لیے پیش کیا جارہا ہوتا ہے۔

اس کے بعد مسئلے کو مزید واضح کرنے کے لیے ارباب بصیرت سے کچھ سوالات واستفسارات کرنا ضروری ہے۔

(1 کیا ایسے انسان کو صاحب خلق کہا جاسکتا ہے جو مخلوق کے ساتھ تو ظاہری اخلاق سے پیش آئے اور خالق سے وہ ہر قسم کی بداخلاقی کو صرف جائز ہی نہ سمجھتا ہو بلکہ عملاً تمام بغاوتوں اور بداخلاقیوں کا مرتکب بھی ہو؟

(2 کیا اخلاق وانصاف کتوں کو تعظیماً اپنے ہاتھوں سے غسل دینے اور انسانوں کے خون کو گندے پانی کی طرح ندی نالوں میں بہانے کا نام ہے؟

یاد رہے کہ ہماری یہ بات جذبات کی حد تک نہیں بلکہ دعوے سے کہا جاسکتا ہے کہ آج دنیا کے مشرق سے لے کر مغرب تک پوری دنیا میں جہاں ظلم ہو رہا ہے، خاص طور پر مسلم اقوام پر اس کی کڑی ان اخلاق کے پیکروں اور منصفوں سے بالذات یا بالواسطہ جڑتی ہے، جن کے اخلاق وکردار کی بے حس دنیا گیت گاتی ہے، کیا نادانوں کے کانوں میں بوجھ ہے جس نے انہیں مظلوم کی معصوم آواز سننے سے بہرا کر دیا ہے یا ان کی بصارت وبصیرت پر پردے پڑے ہوئے ہیں جو حقائق کی نقشہ کشی کرنے سے انہیں قاصر کر رہے ہیں؟

(3 کیا اخلاق اس چیز کا نام ہے کہ بغل میں چھری اور زبان سے محبت کا دعوی، یا پھر اس دھوکے کا: کہ دل میں عداوت ونفرت اور لبوں پر مسکراہٹ؟ اس قسم کے اخلاق سے تو اصحاب فراست نے صدیوں پہلے پناہ مانگی تھی۔

(4 عقل کے بخیلوں اور اغیار کی تقلید کا چشمہ لگانے والوں کو یاد رہے کہ بچوں کی کم سنی کا فائدہ اسی طرح اٹھایا جاتا ہے کہ لبوں پر مسکراہٹ دکھا کر اور ہاتھ میں ٹافی تھما کر ان سے اپنے مطالب پورے کیے جاتے ہیں۔

(5 مزید امت مسلمہ پر عیاں رہے کہ ان لوگوں میں کچھ جو ظاہری اخلاق نظر آرہا ہے یہ بھی دراصل انہوں نے دین اسلام اور تاریخ اسلام سے سیکھا ہے۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ دوسرے کو مسکراتے چہرے سے ملنا بھی صدقہ (نیکی) ہے۔ اب لائق یہ ہے کہ ان سے متاثر ہونے کے بجائے اپنے اس دین سے متاثر ہوا جائے جو صرف اپنوں کو نہیں بلکہ اغیار کو بھی ترقی کے منازل طے کراتا ہے، اور کیا خیال ہے کہ اگر اپنے گھر کے افراد اس دین پر کاربند ہوں اور اس سے وفا کریں تو ان کی عظمت شان کا اندازہ لگایا جاسکے گا؟

☆اس کے ساتھ ساتھ ہم حقیقت پر مبنی اس حق گوئی سے بھی کوئی خوف و عار نہیں محسوس کرتے کہ: ایک اخلاق کا کمزور موحد مسلمان اعلیٰ اخلاق رکھنے والے کافر سے ہزار درجے بہتر ہے، کیا ہم اغیار کے تاثر کی وجہ سے قرآن کے مذکورہ فرمان کو بھول چکے ہے یا نعوذ باللہ اس کے انکاری ہے؟ اللہ فرماتے ہیں: ﴿یٰٓایھا الذین امنوا انما المشرکون نجس﴾ ''اے ایمان والے بے شک مشرک پلید ہے۔'' خواہ وہ فرانس کی پرفیومز میں نہا کر اپنے آپ کو معطر ہی کیوں نہ کردے جبکہ مسلمان حالت ناپاکی میں رہ کر بھی نجس نہیں کہلاتا۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: ((ان المومن لاینجس)) ''بے شک مومن نجس نہیں ہوتا'' بلکہ مسلمان کی شان تو اتنی اقدس اور مبارک ہے کہ جب تک زمین میں ایک بھی لا الہ الا اللہ کہنے والا ہے اس وقت تک قیامت برپا نہیں ہوسکتی۔

☆ یاد رہے کہ یہ محض سیاسی گفتگو نہیں بلکہ یہ ایک اہم اسلامی عقیدے الولاء والبراء کا تقاضا اور سورۃ المجادلۃ کی اس آیت کا مسلمانوں سے مطالبہ ہے:

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ﴾

''آپ ان لوگوں کو جو اللہ پر اور روز آخرت پر ایمان لائے ہیں ہرگز اس طرح نہیں پائیں گے کہ وہ ان لوگوں سے محبت کرنے والے ہوں جو اللہ اور اس کے رسول سے دشمنی رکھتے ہیں اگر چہ یہ ان کے آباء واجداد، ان کے بیٹے، ان کے بھائی اور ان کے کنبے کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں۔''

☆ اور اس نظریے اور تفریق کو بھلا دینا درحقیقت جنگ بدر اور ان بدری صحابہ کی شعوری اور لاشعوری طور پر توہین ہے جو دینی رشتے سے وفا کرتے ہوئے اپنے آباء واجداد اور اپنے خونی اعزاء واقارب کے مقابلے میں تلواریں لے کر میدان میں نکلے اور پھر ان کے سرتن سے جدا کرتے چلے گئے اسی پر بس نہ کیا بلکہ ان پر ماتم کرنے کے بجائے فتح کے گیت بھی گائیں، اللہ غیور ذات ان کی قبروں پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائیں۔ وآخر دعونا أن الحمدلله رب العلمين

قائداعظم ثانی؟

ڈاکٹر صفدر محمود

لیڈر ہو یا کوئی بھی اہم شخصیت، وہ اپنے کارناموں، کردار، عظمت، ایثار اور کامیابیوں سے تاریخ میں اور لوگوں کے دلوں میں جگہ بناتی اور جگہ پاتی ہے۔ قائداعظم بابائے قوم اور بانیٔ پاکستان ہیں۔ وہ اپنی ذہانت، سیاسی کردار اور کامیابیوں کے سبب عالمی لیڈروں اور تاریخ ساز شخصیات میں شمار ہوتے ہیں۔ یہ موضوع تفصیل طلب ہے لیکن میں نہایت مختصر انداز سے اور چھوٹے چھوٹے واقعات سے اس خاکے میں رنگ بھر کر آپ کو ایک ایسی تصویر دکھانے کی کوشش کروں گا جس سے آپ کے ذہنوں میں ایک معیار کے خطوط مرتب ہو جائیں۔

1945-46 کے انتخابات مسلمان قوم، مسلم لیگ اور قائداعظم کے لئے زندگی وموت کا سوال تھے کیونکہ ان انتخابات نے مسلمانوں کے مستقبل کا فیصلہ کرنا تھا۔ سندھ میں جی ایم سید مسلم لیگ کی مخالفت میں ڈٹے ہوئے تھے۔ چند صوبائی لیڈران قائداعظم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسلم لیگ کے فنڈز سے ایک مخصوص رقم مانگی جس سے وہ سیاسی خرید وفروخت کر کے جی ایم سید کو ہرانا چاہتے تھے۔ قائداعظم کا جواب نہایت سیدھا تھا کہ میں سیاسی کرپشن اور وفاداریوں کی خرید کے بجائے سیٹ ہارنے کو ترجیح دوں گا۔ جائیں اور میدان میں شفاف مقابلہ کریں۔ وہ اپنا سامنہ لے کر واپس آ گئے۔ اسی طرح کے 1946 کے انتخابات کے حوالے سے کئی واقعات ہیں لیکن کالم کا دامن محدود ہے۔ قائداعظم جلسہ گاہ میں پہنچے تو نعرہ بلند ہوا شہنشاہ پاکستان، اسی طرح کا ایک پرچم بھی ہوا میں لہرا رہا تھا۔ قائداعظم نے شہنشاہ کہنے والوں کو سختی سے منع کیا اور اس پرچم کو فوراً ہٹوا دیا کیونکہ وہ خوشامد اور القابات کے شدید خلاف تھے۔ اے ڈی سی گل حسن کا بیان ہے کہ قائداعظم بحیثیت گورنر جنرل کبھی کبھار اتوار کے روز کراچی کے قرب و جوار میں چلے جاتے تھے۔ قائداعظم اور محترمہ فاطمہ جناح ملیر سے واپس آ رہے تھے تو ریلوے پھاٹک بند ہونے کی وجہ سے رکنا پڑا۔ قائداعظم کے پیچھے صرف ایک کار کی اجازت تھی جس میں سیکورٹی آفیسر موجود ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ نہ کوئی پروٹوکول اور نہ ہی کوئی آگے ہٹو بچو۔ کار رکی تو کیپٹن گل حسن اپنے طور پر پھاٹک کے چوکیدار کے پاس گئے اور اسے چند لمحوں کے لئے گیٹ کھولنے کا کہا کیونکہ دور دور تک گاڑی کا نشان نہیں تھا۔ پھاٹک کھل گیا اور گل حسن واپس آ کر گورنر جنرل کی کار کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ قائداعظم نے ڈرائیور عزیز کو گاڑی چلانے سے منع کر دیا اور گل حسن سے کہا کہ فوراً واپس جاؤ اور پھاٹک بند کراؤ۔ گل حسن تعمیل حکم کے بعد واپس پہنچا تو قائداعظم نے کہا گل اگر میں قانون کی پابندی نہیں کروں گا تو میں دوسروں سے یہ توقع کیوں رکھوں۔ مشرقی پاکستان میں زبان کے مسئلے پر بے چینی پھیل رہی تھی۔ قائداعظم نے مارچ 48 میں مشرقی پاکستان کے دورے کا ارادہ کیا۔ سیکرٹریٹ سے فائل آئی کہ قائداعظم کے آرام کی خاطر نجی ایئر لائن کا طیارہ چند ہزار پاؤنڈ میں چارٹر کروا لیا جائے کیونکہ گورنر جنرل کا چھوٹا طیارہ ایک اڑان میں ڈھاکہ نہیں پہنچ سکتا اس لئے ہندوستان میں فیول کے لیے رکنا پڑے گا۔ قائداعظم نے لکھا میرے غریب ملک کا خزانہ غیر ضروری اخراجات کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ گورنر جنرل کے ڈکوٹا طیارے میں فیول کا ایک اور ٹینک لگا دیا جائے کیونکہ میں ہندوستان میں اترنا نہیں چاہوں گا، چنانچہ اسی طرح کیا گیا اور ہزاروں پاؤنڈ بچا لئے گئے۔ زیارت میں علیل پڑے تھے اور بھوک بہت کم ہوگئی تھی۔ ڈاکٹر الٰہی بخش نے ایک ماہر باورچی کو لاہور سے بلوایا جس کا پکایا ہوا کھانا قائداعظم نے رغبت سے کھایا۔ پوچھنے پر پتہ چلا کہ باورچی باہر سے بلایا گیا ہے۔ فوراً چیک بک منگوائی اور اس کا سارا خرچہ اپنی جیب سے ادا کیا۔ مسز اکرام وہ نرس

تھی جو زیارت میں قائداعظم کی خدمت کرتی تھی۔ ایک دن پریشان لگی تو قائد نے پوچھا کہ خیریت تو ہے؟ مسز اکرام نے بتایا کہ اس کا خاوند بھی سرکاری ملازم ہے۔ ہم دو مختلف مقامات پر تعینات ہیں اگر ایک جگہ پر اکٹھے ہو جائیں تو پریشانی رفع ہو جائے گی۔ قائداعظم نے جواب دیا، تمہارا مسئلہ بالکل جائز ہے اور حکومتی مشینری کو مدد کرنی چاہئے لیکن میں سفارش کر کے پاکستان میں سفارش کلچر پروان نہیں چڑھانا چاہتا۔ قائداعظم کے دوست اور امریکہ میں سفیر جناب اصفہانی بیمار پرسی کے لئے آئے تو تجویز دی کہ بیرون ملک علاج کروائیں یا اجازت دیں تو میں امریکہ سے کوئی ماہر ڈاکٹر بھجوادوں۔ قائداعظم کا جواب نفی میں تھا، کہا میں ملکی خزانے پر بوجھ نہیں بننا چاہتا۔ یہی اصفہانی صاحب جب چند ماہ قبل گورنر جنرل ہاؤس میں قائداعظم سے ملنے آئے تو لکھتے ہیں کہ قائداعظم ڈنر کے بعد مجھے خدا حافظ کہنے باہر آئے تو ساتھ ہی ساتھ برآمدے کی غیر ضروری بتیاں بجھاتے جاتے تھے۔ سیڑھیوں پر رخصت ہوتے ہوئے میں نے مسکرا کر کہا کہ آپ بتیاں بجھا رہے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ جب تم سیڑھیاں اتر جاؤ گے تو میں یہ بتی بجھا کر واپس جاؤں گا۔ ملکی خزانے اور قومی امانت کا اتنا احساس؟ کیا آپ کو اپنی تاریخ میں کوئی ایسی مثال ملتی ہے؟ پاکستان بنے چند ماہ گزرے تھے۔ ایک روز اے ڈی سی نے آپ کے سامنے ایک وزٹنگ کارڈ رکھا۔ کارڈ پر نام کے بعد لکھا تھا برادر آف قائداعظم محمد علی جناح گورنر جنرل پاکستان۔ گویا قائداعظم کا بھائی ملنے آیا تھا۔ آپ نے قلم اٹھایا اور اس کے نام کے سوا سب کچھ کاٹ کر کارڈ اے ڈی سی کو دیا اور کہا کہ اسے کہو صرف اپنے نام کا کارڈ بنوائے، میرا ذکر بالکل نہ کرے اور آئندہ وقت لے کر ملنے آئے یہ اقرباء پروری کی روایت کو ختم کرنے کی بہترین مثال تھی۔ وہ چاہتے تو اپنی بہن یا بھائی یا کسی رشتے دار کو سیاست میں لاتے، سرپرستی کر کے اقتدار میں بٹھا دیتے لیکن یہ خیال کبھی ان کے قریب سے بھی نہ گزرا۔ کابینہ کی میٹنگ تھی جس پر گورنر جنرل کو صدارت کرنی تھی۔ اے ڈی سی نے پوچھا سر میٹنگ میں کیا (Serve) کیا جائے۔ جواب ملا وزراء یقیناً گھروں سے ناشتہ کر کے آئیں گے۔ خالی چائے مناسب ہوگی، اسے کہتے ہیں سادگی اور امانت۔ سٹیٹ بینک آف پاکستان کے قیام اور افتتاح کی تقریب تھی۔ گورنر جنرل بالکل وقت پر پہنچے۔ اسٹیج پر گورنر جنرل کے ساتھ وزیراعظم کی کرسی رکھی تھی جو کسی وجہ سے لیٹ ہو گئے۔ قائداعظم نے اسٹیج سے ان کی کرسی اٹھوادی۔ لیاقت علی خان تقریب شروع ہونے کے بعد پہنچے اور آ کر نیچے کھڑے ہو گئے۔ مقصد وقت کی پابندی کا پیغام دینا اور مثال قائم کرنا تھا۔ رعنا لیاقت علی لکھتی ہیں کہ ایک بار مسلم لیگ کے اجلاس میں یہ تجویز پیش ہوئی کہ ہر سال انتخاب کے بجائے قائداعظم کو مستقل صدر بنا دیا جائے۔ قائداعظم نے سختی سے اس تجویز کو مسترد کر دیا اور کہا کہ میں جمہوری اور آئینی روایات کے خلاف کچھ نہیں کروں گا۔ میں ہر سال آپ کے سامنے پیش ہوں گا۔ پریوی کونسل میں پریکٹس کرتے تھے اور لندن میں آباد ہو گئے تھے۔ وہاں ایک خوبصورت گھر خریدا ہوا تھا جس کے سامنے باغ باغیچہ بھی تھا۔ ہندوستان واپسی کا قصد کیا تو وہ خوبصورت گھر بیچ دیا اور پھر زندگی بھر ہندوستان یا پاکستان سے باہر کوئی اثاثہ نہ رکھا۔ شاندار وکالت کی اور سرمایہ کاری کی جس سے خوب دولت کمائی۔ مسلم لیگ کے صدر بنے تو اپنے خرچ پر سفر کرتے اور مسلم لیگ کی میٹنگوں اور جلسوں میں شریک ہوتے۔ 1939ہی میں وصیت لکھوادی اور اپنی تمام جمع پونجی میں قریبی رشتہ داروں کے حصوں کے بعد ساری رقم قومی اداروں، انجمن اسلامی اسکول بمبئی، عربیک کالج دہلی، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، اسلامیہ کالج پشاور اور سندھ مدرسۃ اسلام کراچی میں تقسیم کر دی۔

کیا ہماری تاریخ میں کوئی اور ایسی مثال ہے کہ لیڈر نے اپنی تمام جمع پونجی قوم پہ نچھاور کر دی ہو۔ بے شمار واقعات سے درج ذیل اصول اور معیار اخذ کیا جا سکتا ہے تاکہ کسی لیڈر کو بھی قائداعظم ثانی قرار دینے کے لیے یہ دیکھا جائے کہ کیا وہ اس معیار پر پورا اترتا ہے؟ (1) اس نے زندگی بھر کبھی سیاسی کرپشن نہ کی ہو اور نہ ہی وفاداریوں کی خرید و فروخت میں ملوث رہا ہو، (2) ملکی قوانین پر سختی سے عمل کیا ہو اور قانون کی حکمرانی کے لیے مثالیں قائم کی ہوں، (3) قومی خزانے سے ایک روپے کے ضیاع کا بھی الزام نہ ہو، (4) قومی خزانے سے بیرون ملک علاج سے اجتناب کیا ہو اور شان و شوکت، پروٹوکول کی نفی کی ہو، (5) ملک سے باہر کوئی اثاثے نہ ہوں نہ بینک اکاؤنٹ، (6) اقرباء پروری، دوست نوازی، خوشامد پرستی کا الزام ہو نہ ہی حکومتی عہدے میرٹ کو پامال کر کے خوشامدیوں میں بانٹے ہوں، (7) قومی خزانے سے اپنی ذات پر ایک ایک پائی کا حساب رکھا ہو اور راتوں کو سرکاری گھر کی بتیاں بجھاتا ہو، (8) کبھی سفارش کی ہو نہ رولز کی خلاف ورزی، (9) وقت کی پابندی اور حکومتی سادگی کی مثال ہو، (10) موت سے قبل اپنی تمام جمع پونجی قوم کو دے دی ہو، میں نے فقط چند موٹے موٹے اصولوں پر قائداعظم ثانی کے لئے معیار مرتب کیا ہے ورنہ کئی اہم باتیں رہ گئی ہیں۔ اس معیار پر پرکھ کر آپ جسے چاہیں قائداعظم ثانی بنا دیں مجھے تو اپنی تاریخ میں کوئی بھی قائداعظم ثانی نظر نہیں آتا۔ سچ تو یہ ہے کہ کوئی لیڈر بھی ان میں سے کسی ایک اصول پر بھی پورا نہیں اترتا۔ قائداعظم ایک ہی تھا اور ان شاء اللہ ایک ہی رہے گا۔

(بشکریہ روزنامہ ''جنگ'')

❁❁❁

ضرورت رشتہ

☆ بیٹی، عمر 23 سال، رفیقہ تنظیم، MBBS فائنل ائیر کے لیے موزوں رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0346-4456700

☆ لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 27 سال، ڈپلومہ ہولڈر، گورنمنٹ جاب، قد 5.11 کے لیے دینی مزاج کی حامل پڑھی لکھی خوب سیرت وصورت لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0324-9431713

☆ لاہور کی رہائشی لڑکی، عمر 30 سال، ایم اے اسلامیات، دوسالہ تجوید وقراءت کا کورس، باپردہ لڑکی کے لیے باشرع، تعلیم یافتہ، دین دار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0331-9691017

☆ فیصل آباد میں مقیم رفیق تنظیم اسلامی کے والد، عمر 58 سال، سرکاری ملازم کے لیے بیوہ خاتون کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں۔ مقامی حضرات کو ترجیح دی جائے گی۔
برائے رابطہ: 0322-6228425

☆ فیصل آباد میں مقیم آرائیں فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 30 سال، قد 5.5 کے لیے دینی مزاج کی حامل اور امور خانہ داری میں ماہر خاتون کا رشتہ درکار ہے۔ مقامی حضرات کو ترجیح دی جائے گی۔
برائے رابطہ: 0303-7773700

A low-intensity world war in the Middle East

The proxy wars in the Middle East slowly give way to new confrontations that pit the real parties against each other. No longer do we see tensions fueled by armed groups, small and large, and terrorist organizations. At this point, the various stakeholders are getting their hands dirty. Keeping in mind the number of countries involved in tensions over Syria, Iraq, Lebanon, Jerusalem and Yemen, it is possible to describe the situation as a 'low-intensity World War III.' The future intensity and scope of this war will be determined by the parties.

Arguably the most important power struggle is taking place in Syria, where there are four main actors: Turkey, the United States, Russia and Iran. It is important to recall that three out of those four countries do not share borders with the war-torn country and the U.S., Russia and Iran continue their activities in Syria for the purpose of expanding their spheres of influence and maximizing their regional influence. By contrast, Turkey deployed troops to Syria to secure its southern border, protect its citizens and facilitate the return of refugees to their native country. Having dealt a heavy blow to Daesh terrorists by carrying out Operation Euphrates Shield last year, the Turks have recently launched Operation Olive Branch against the terrorist group PKK. The United States, in turn, continues its cooperation with the PKK's Syrian branch, the People's Protection Units (YPG), in Syria. Meanwhile, the Russians are working closely with the Assad regime and the Iranian-backed Shia militias. In recent months, Syria has become a conflict zone, where individual players work together in limited areas. In Idlib, where a de-escalation zone has been established, Turkey and Russia coordinate their actions. By contrast, Iran and the Assad regime are unhappy with the joint Turkish-Russian effort to stabilize the area — which is why they have repeatedly targeted Turkish troops in Idlib. Another important point is that Washington is unsettled by the clashes in Idlib. Most recently, pro-American groups have downed a Russian plane in the area.

At the same time, the Assad regime and Iran are frustrated with Operation Olive Branch and therefore have been providing assistance to the PKK terrorists in Afrin. Interestingly enough, the same parties recently targeted PKK elements elsewhere in the country, where the U.S. sided with the terrorists to strike the regime forces and Iranian-backed militias. The already complicated situation in Syria has just become messier with the recent involvement of Israel. Israel downed an unmanned drone reportedly belonging to the Iranians and proceeded to launch airstrikes against the Syrian regime positions around Damascus. Meanwhile, the Assad regime downed an Israeli F-16. The Israelis retaliated by launching additional airstrikes.

At the same time, Israel has been threatening Lebanon, which could potentially be the next stage in this low-intensity world war. It is important to recall that the Lebanese government recently announced that it would retaliate against future attacks by Israel. Again, Lebanese Prime Minister Saad Hariri was reportedly detained in Saudi Arabia, which, together with the United Arab Emirates, had been siding with the Israelis against Lebanon. It would appear, however, that the two Gulf countries failed to reach their goals — provided that Israel got directly involved this time. To be clear, it looks like the Israelis are primarily interested in territorial expansion. And the Trump administration's controversial Jerusalem move appears to be part of the same ill-intentioned plan.

It goes without saying that the missing piece of the puzzle is Yemen, where Saudi Arabia and Iran have been fighting a devastating proxy war. Although the developments in Yemen have been largely ignored in the grand scheme of things, the situation could further escalate depending on which direction the ongoing conflicts in Syria and Lebanon take in the future.

Simply put, the Middle East is going through a painful period with many twists and turns. In this chaotic environment, the rest of the Muslim World has, unfortunately, been playing the role of "silent observers"!

Source: ***Adapted from an article published in https://www.dailysabah.com***

Note: The editorial board of Nida e Khilafat may not agree with all information provided, analysis made and conclusions drawn in the article.

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیر اہتمام

بانی: ڈاکٹر اسرار احمدؒ

کُلیّۃ القرآن (قرآن کالج) لاہور

وفاق المدارس سے الحاق شدہ

191۔ اتاترک بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور

''تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو خود قرآن سیکھتے ہیں اور دوسروں کو قرآن سکھاتے ہیں۔'' (حدیث نبوی ﷺ)

درس نظامی (آٹھ سالہ کورس) کے پہلے سال میں

داخلے شروع

خصوصیات

☆ دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ میٹرک، ایف اے، بی اے اور ایم اے کی ریگولر کلاسز

☆ ذہین اور مستحق طلبہ کے لیے کلی یا جزوی کفالت کی سہولت

☆ وفاق المدارس العربیہ اور لاہور بورڈ/ پنجاب یونیورسٹی کا نصاب

☆ کلاس میں نمایاں پوزیشن لینے والے طلبہ کے لیے وظائف

☆ تقریر اور تحریر کی مہارت کے لیے نامور اساتذہ کی راہنمائی

اہلیت برائے داخلہ

☆ آٹھویں جماعت پاس طلبہ درجہ اولیٰ/میٹرک کے لیے داخلہ فارم جمع کرواسکتے ہیں۔

☆ میٹرک کے امتحانات سے فارغ طلبہ بھی درجہ اولیٰ اور FA میں داخلے کے اہل ہیں۔

☆ عمر 14 تا 16 سال برائے میٹرک (حفاظ کے لیے عمر میں دو سال کی رعایت)

☆ عمر 15 تا 18 سال برائے FA (حفاظ کے لیے عمر میں دو سال کی رعایت)

☆ صرف پاکستانی شہری

شیڈول برائے داخلہ

☆ داخلہ فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ 4 اپریل 2018ء

☆ انٹرویو اور تحریری ٹیسٹ 4 اپریل 2018ء

☆ کلاس کا آغاز 5 اپریل 2018ء

المعلن

حافظ عاطف وحید، مہتمم

برائے معلومات

دفتری اوقات کے دوران 042-35833637

دفتری اوقات کے بعد 0301-4882395

Vol: 27 Regd. No. C.P.L NO.114 No.12
Weekly Nida-e-Khilafat Lahore